بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام حمد ہے اوس خالق جہان کے لیے — کہ جسکا نام ہے اب بقا زبان کے لیے

جو خاص بندے تہے اوسکے اونہون نے دنیا مین — شہید ہوکے غرض عمر جاودان کے لیے

وہ دوست اوسکا محمد رسول برحق ہے — کہ جسکا ہمکو وسیلہ ہے دو جہان کے لیے

اما بعد قلم سینہ چاک بیان واقعہ کربلا سے اشک ریزان اور برنگ دیدۂ ماتم زدگان گریان ہے جو سطر کہ خامۂ مقطوع اللسان صفحۂ قرطاس پر لکہتا ہے صف ماتم سے زیادہ ہے اور جو نسخہ کہ اوس سے کاغذ پر گرتا ہے چشم یتیم سے بڑہکر رونے پر آمادہ ہے حرف حرف دائرہ نشین الم ہے نقطہ نقطہ اس کتاب کا پر غم ہے ہر ایک بیت بیت الاحزان ہے

ہر مصرعہ مصرعۂ آہ سے دست و گریبان ہے جو مضمون کہ دل سے پیدا ہے وہ فرد فرد
الم سے مملو ہوا جو نقطہ کہ کتاب پہ ہویدا ہے وہ مرثیۂ غم کا ہمپہلو ہے اور کیونکر نہو کہ
ماجرائے شہادت شہنشاہ کربلا ایک سانحہ ہے قیامت خیز اور یہہ حال پرملال ایک واقعہ
عبرت انگیز مقام غور ہے کہ نبی کا فرزند جو امت کا پیشوا تھا وہ خاص امت ہی کے ہاتھ سے
قتل ہو جائے اور جائے افسوس ہے کہ جو لوگ کلمہ گو تھے اونکے ہاتھ سے امام تشنہ کام ایک قطرہ پانی کا
نپائے گیا امام ساقی کوثر کا نواسا اور باوجود اسکے پیاسا پیاس میں آب خنجر کو آب بقا
جاننے والا میدان رضا و تسلیم میں ثابت قدم خدا کو پہچاننے والا لب ہر زخم سے شکر گزار
خنجر قاتل تمنائے وصال خالق اکبر میں خوشدل گرفتار پنجۂ بلا مہمان وادی کربلا نور دیدۂ
مصطفےٰ سرور سینۂ مرتضیٰ نبیرۂ آغوش فاطمۃ الزہرا گوشۂ آغوش رسول خدا سرور اصفیا و لبرا دلیا
گوشوارۂ عرش معلی جگر پارۂ خیر الوریٰ امام الثقلین مقتدا القبلتین سیدنا ابا عبد اللہ الحسین
صلوات اللہ علیہ فی الکونین ؎

جواب

محمد عربی پر درود اور سلام	حسین ابن علی اور آل پر ہو تمام

غزل

بیا کہ ذکر شہنشاہ کربلا اینجاست	بیا کہ پیش نظر رحمت خدا اینجاست
بیا کہ شمع فرو ریزد اشک گرم ز دل	بیا کہ سوز دل و گریہ جانفزا اینجاست
بیا کہ ذکر حسین است نشتر رگ جان	بیا کہ خون دل از دیدہ رہنما اینجاست
بیا کہ وصف قد چو سرو او گوید	بیا کہ حشر بپا از حدیث ما اینجاست

زخویش میرود و باز در شما اینجاست	بیا کہ صوفی دلخون چو بوی غنچہ گل

ای گدایان کوی محمدی و ای فدایان روح احمدی جانو اور آگاہ ہو کہ ذکر کرنا رسول مقبول
اور اولاد مقبول کا باعث حسنات اور موجب برکات ہی اور ایسی نبی کا ذکر جسنے ہم گنہگارونکو
آتش دوزخ سی بچایا اور اپنی شفاعت کا امیدوار فرمایا بہر حال وسیلہ نجات ہی علی الخصوص
دونون شہزادہ کونین حضرات امام حسنین علیہم السلام کی محبت باعث حصول حاجات دنیا
اور موجب رفع درجات عقبی ہی خوشا حال اون مسلمانون کا کہ اپکا حال سنکر سرشک غم
آنکھون سی بہائین اور شب و روز آپکے نام پر اپنا جان و مال لٹائین

غزل

جائیکہ ہست ذکر حسین و بلای او	رحمت نزول میکند از کبریای او
آبی زند بآتش دوزخ درین جہان	چشمیکہ ہمچو ابر بگرید برای او
گوہر بیار از صدف دیدہ بر حسین	کاول بروز حشر بیابی بہای او
آن سر کہ جای داشت بہ پہلوی مصطفی	از جور کوفیان شدہ بر نیزہ جای او
بردند تیرہ دل سر آن شاہ دین بشام	پر نور گشت شام ز صبح لقای او
او رفت تشنہ لب ز جہان و جہان بسوخت	سر میزند چو سایہ بہر نقش پای او
بخشد چو جرم من بقیامت عجب مدار	او پادشاہ عالم و صوفی گدای او

روایت ہی کہ بارہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ جو شخص مسلم
ہی میرا اوسکو لازم ہی کہ محبت پیدا کری میری اہلبیت سی اور فاطمہ میری سردار
ہی بہشت کی بیبیون کی اور حسن حسین سردار ہین بہشت کے جوانون کے اور یہ دونو پہول

ہین ہیری دنیا مین جس شخص نے کہ دوست رکہا انکو گویا دوست رکہا مجھکو اور جس نے کہ بغض رکہا انسے گویا بغض رکہا مجھسے یہاں سے رسول مقبول کی دونون شہزادوں کے ساتہہ محبت دیکھنی چاہیے کہ کس رتبہ پر تھی افسوس کہ بعد رسول مقبول کے اون دونون ریحان مصطفوی اور دل و جان مرتضوی کے ساتہہ اشقیا نے یہہ کام کیا کہ ایک کا تو زہر ہلاہل سے پارا پارا اور دوسرے کو میدان کربلا مین تشنہ لب شہید کر ڈالا

قطعہ

ہست بر اہلِ معرفت روشن	صفتِ حضرتِ حسین و حسن
آن یکے نورِ دیدۂ نبوی است	وان دگر شمع جان مصطفوی است
آن یکے اختریست تابندہ	وان دگر گوہریست رخشندہ
آن یکے ماہ آسمانِ جلال	وان دگر سرو بوستانِ جمال

روایت ہے کہ ایک دن جناب احمد مجتبے احمد مصطفے اصلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا کے گہر تشریف لائے ناگاہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے رونے کی آواز گوش مبارک مین آئی آپ نے بیقرار ہوکر فرمایا کہ ای فاطمہ کیا تم نہین جانتی ہو کہ حسین کے رونے سے مجہکو تکلیف ہوتی ہے دوستو غور کرنیکا مقام ہی کہ ذرا سے رونے پر تو آپکے دل پر صدمہ ہوا اور پر اون اشقیا کے کہ امام تشنہ کام کو تین روز تک بہوکا اور پیاسا میدان کربلا مین رکہا اور پشت زین سے فرشِ زمین پر لٹا کر اوس گلوی تشنہ پر جو بوسہ گاہ پیغمبر تہا خنجر چلا دیا اور خون اونکا میدان کربلا کی زمین پر بہا دیا اس ایذا رسانی سے روح پاکِ صاحبِ لولاک پر کیسا کچھ صدمہ نہ گزرا ہوگا خصوصاً تمام

نونہالان باغ نبوت کا شہید ہو جانا اور عورات کا قید خانہ مین تکلیف اوٹہانا کیسا کچہ صدمۂ عظیم ہی چنانچہ یہان سے اون اشقیا کا ظلم بچشم خیال تصور کرلینا چاہیے

نظم

دریای فتنہ موج زد و دشمنان چو سیل	خودرا بران امام وفا وار ریختند
پرہای بلبلان سخنگوی سوختند	خونہای طوطیان شکر خوار ریختند
آن سرو بوستان امامت زپا فتاد	حوران سر شک بر گل رخسار ریختند
مرغان کربلا زپئی ماتم حسین	خون برلب فرات زمنقار ریختند

روایت ہے کہ ایک دن جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین منبر پر خطبہ پڑہتے تہے اسی اثنا مین دونون صاحبزادے حضرات حسنین علیہم السلام مسجد مین تشریف لائے مگر بسبب خوردسالی کے بخوبی طاقت رفتار نہی لگہان پاؤن مین لغزش ہوئی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سامنے سے دیکہکر خطبہ چہوڑ دیا اور منبر سے اترکر دونون شاہزادون کو گود مین لے لیا اور حاضرین مسجد سے فرمایا کہ مین ان دونونکی یہہ حالت دیکہکر کہ چلنے مین پاؤن لغزش کرتے ہین صبر نکرسکا یہانتک کہ خطبہ چہوڑ دیا اور ان دونون کو اوٹہالیا اسی لوگو یہان تو رسول مقبول کی یہہ محبت کہ گرنیکے خیال سے خطبہ چہوڑ دیا اور دونون شہزادونکو گود مین اوٹہالیا اور وہان میدان کربلا مین ظالمونکی یہہ شقاوت کہ امام مظلوم کو پشت زین سے زمین پر گرا دیا اور اوس جسم لطیف کو جو کہ رسول مقبول کی کنار عاطفت مین پلا تہا تیرونکا نشانہ بنایا اور اطفال خوردسال کو ایک ایک قطرۂ آب سے ترسایا اور خیمۂ رسالت پناہی کو آگ لگاکر جلا یا سوچنے کی

جلد ہے کہ ارواح طیبات پر ادس وقت کیسا صدمہ گذرا ہوگا رباعی

ای تشنہ کربلا شہید اکبر	سیراب گلوی تو ز آب خنجر	تو آب شفاعتی ز دست ساقی	امت ز تو آب خواہ در روز محشر

روایت ہے کہ ایک دن حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی حضور مین روتی ہوئی آئین اور عرض کیا کہ باباجان آج صبح سے شام ہو
آئی کہ میرے دونون صاحبزادے ابتک گہر مین تشریف نہین لائے اس سبب سے مین بیقرار اور
اشکبار ہون یہہ سنکر آپ بہی بیقرار ہو گئے اور دونون ہاتہہ اوٹہا کر دعا مانگی یا الٰہ العالمین
اگر حسنین کسی جنگل مین ہون تو اونکی حفاظت کیجیو اور اگر دریا مین ہون تو اونکو ڈوبنے سے بچائیو
ہنوز یہہ دعا ختم نہوئی تہی کہ جبرئیل امین حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ زیادہ
بیقرار نہون دونون صاحبزادے اس شہر کی گورستان مین موجود ہین یہہ سنکر آپ اوٹھ
کھڑے ہوئے اور اوس مقام پر جا کر دونون صاحبزادونکو صحیح وسالم پایا اور اپنی گود مین
اوٹہا لیا فرشتون نے اپنے پرونکا سایہ کیا صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایک
صاحبزادہ کو ہمکو دیجئے آپکو تکلیف ہوگی آپنے ارشاد فرمایا کہ کیا تم نہین جانتے کہ حسنین بہتر مردم
ہین جا. اونکا نانا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور باپ اونکا علی مرتضیٰ شیر خدا
اور ما اونکی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا آپ یہان سے قیاس کرنا چاہئے کہ تہوڑی دیر جو
دونون صاحبزادے گہر مین تشریف نہ لائے تو جناب فاطمہ زہرا اور رسول خدا کا یہہ حال ہوا
افسوس میدان کربلا کی بے کسی اور تنہائی اور تین روز تک ایک قطرہ پانی کا نپانا
اور زخمونکی اذیت اوٹہانا کیسا کچھ صدمہ عظیم ہے کہ زبان قلم جسکے بیان سے قاصر ہے رباعی

زین بعد خامہ را ہوس گفتگو نماند | دل چاک چاک گشت کہ جای رفو نماند
لب تشنہ رفت ساقی کوثر ازین جہان | ای آب خاک شو کہ ترا آبرو نماند

جواب

محمد عربی پر درود اور سلام | حسین ابن علی اور آل پر ہو تمام

اے لوگو حضرت امام علیہ السلام کی شہادت کا بیان تو کتابون مین اسقدر ہے
کہ شرح و بیان سے باہر ہے مگر چونکہ یہان اختصار پر نظر ہے اسواسطے روایات معتبر کا
بیان کرنا ضرور ہوا تاکہ سامعین کیواسطے موجب عبرت اور سبب حسرت ہو مقام غور ہے
کہ حین حیات مین جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو امام کی شہادت کا حال
معلوم ہونا اور زبان جبرئیل سے پیہم یہہ خبر سنکر رونا بلکہ آونکا مقتل کی مٹی
لاکر دینا اور رسول مقبول کا اپنے ہاتہہ مین لینا اور پھر حضرت ام سلمہ کو یہہ کہکر
حوالہ فرمانا کہ ای ام سلمہ اس خاک کربلا کو شیشہ مین رکہو جب یہہ خاک خون ہو جائے
اوسوقت جاننا کہ میرے فرزند حسین علیہ السلام نے میدان کربلا مین شہادت پائی یہانتک ثابت ہوتا ہے
کہ اگرچہ امام علیہ السلام کا شہید ہو جانا خود ایک قیامت کا برپا ہونا تہا مگر حالت حیات مین
حضرت رسول مقبول اور حضرت علی مرتضی اور فاطمہ زہرا کا اس حال سے مطلع ہونا اور فرط
محبت سے رونا الیسا صدمہ عظیم ہی کہ جسکے بیان سے دل غمناک و نیم ہی **غزل المولفہ**

حال شہادت تو بیان میکنیم ما | دریای خون ز دیدہ روان میکنیم ما
گر سنگ نالد از سخن ما عجب مدار | نام حسین ورد زبان میکنیم ما
وقتیکہ نام کرب و بلا بر زبان رسد | مانند نے ز درد فغان میکنیم ما

تا چشم روزگار بنالد بحال خویش	سر شہادت لعیان میکنیم ما
ماہ محرم آمد و دل پارہ پارہ شد	صوفی بپاکہ کارکنان میکنیم ما

روایت ہے کہ اکثر اوقات حضرت علی علیہ السلام فرماتے تھے کہ مینے اپنی
زندگی مین تین صدمے بہت بھاری اوٹھائے ایک تو حضرت نبی آخر الزمان کا میرے روبرو
وفات فرمانا دوسرے حضرت فاطمہ زہرا کا اس سے اوٹھ جانا تیسرے حضرت امام حسین
علیہ السلام کی خبر شہادت اپنی زندگی مین پانا ان تینون صدمون سے میرا دل پارہ
پارہ ہے لیکن قضا و قدر سے کیا چارہ ہے اب امام علیہ السلام کی تنہائی اور بیکسی کو غور
کرنا چاہئے کہ اگرچہ خبر شہادت چار برس کی عمر سے مشہور ہوئی تھی مگر چونکہ تنہائی اور
بیکسی لازمۂ شہادت ہے اسواسطے پہلے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
سایہ سر سے جدا ہوا بعد اوسکے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے انتقال فرمایا بعد
ازان حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنکھون کے سامنے شہید ہوئے پھر بڑے بھائی حضرت امام حسن
علیہ السلام نے زہر ہلاہل سے شہادت پائی جبکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا کوئی
یار اور یاور اور کسی کا سایہ سر پر نہ رہا اوسوقت کوفیون نے دغا سے میدان کربلا مین
بلاکر اونکے گلوی تشنہ پر خنجر جفا پھیر دیا اور عورات کو نرغہ مین گھیر لیا اور تین روز برابر
اطفال خورد سال کو ایک ایک قطرہ آب سے ترسایا اور کسی نے ساتوین محرم
سے دسوین تاریخ تک ایک قطرہ پانی کا نہ پایا

نظم

لا اعلم

سوز دل بہار لب تشنگان بپرس	زان ریگہا کہ فرش بیابان کربلاست

از خون ناب دیدہ لب تشنہ حسین	لعلیست آبدار کہ در کان کربلاست
آن جان سپردہ تشنہ و تا روز شوق	جان تشنہ محبت سلطان کربلاست

چنانچہ پہلے جو بڑا سایہ حضرت امام علیہ السلام کے سر پر سے دور ہوا اوسکا اول بیان کرنا ضرور ہوا یعنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے انتقال فرمانا قیامت سے کم نہین علی الخصوص دونون صاحبزادون کا خوردسالی مین یتیم ہوکر صدمے اوٹھانا اور حضرت فاطمہ زہرا اور علی مرتضیٰ کا سہنا ایسا واقعہ عجب ہے کہ جسکے بیان سے کلیجا موںہ کو آتا ہے اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہے محمد عربی پر درود و سلام بھیجو

بیان وفات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قلم مصائب رقم کی آنکھون سے اشک سیاہ صفحۂ قرطاس پر گرتے ہین کہ ذکر وفات فخر عالم کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات کسطرح بیان کرے اور خامۂ مقطوع اللسان یہ مضمون کیطرح تحریر کرتا ہے کہ یہہ واقعۂ قیامت خیز اور سانحۂ عبرت انگیز کیونکر لکھے سطرون کو کتاب پر پیچ وتاب اور نقطہ نقطہ اس بیان سے بیتاب ہوا جاتا ہے مقام غور ہے کہ جسکے واسطے زمین وآسمان بلکہ ہژدہ ہزار عالم عالم ظہور مین آیا ہو وہی اس عالم سے اوٹھہ جائے اور مشتاقان شیدا سے وہ رخ پاک جو آئینۂ خدا نما تھا چھپا لے پس زبان کو اس بیان کی طاقت اور قلم کو اس حال پر ملال کے لکہنے کی جرأت نہین مگر واسطے تسکین دل اندوہگین کے حیات النبی خیال کرکے خامۂ بریدہ زبان اس حال کو بھی لکھتا ہے تاکہ سامعین کو سنکر اور بھی زیادہ عبرت اور حرف حرف باعث افزونی حسرت ہو

قطعہ اندیشۂ مرگ مصطفیٰ باید کرد	شادی و طرب جملہ رہا باید کرد
چون سید ہر دو کون جاوید نماند	ما را طلب تمام چہ سودا باید کرد ؎

روایت ہے کہ جب آپ کو حال اپنی وفات کا معلوم ہوا ایک بار مسجد میں گئے کر
خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندہ کو زینت حیات دنیا اور نعمت
بہشت کا مختار فرمایا ہیں وہ بندہ اوسکا بغیر زینت دنیا میں بسر کرکے عقبیٰ کی طرف راغب ہوا
اور ہرگز زینت حیات دنیا کی طرف میل نکیا عاشق تھا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
یہہ سنکر کمال محزون ہوئے اور مسجد میں رونے لگے اوسی سال جناب خواجۂ کائنات علیہ السلام
نے حج ادا کیا پھر شاید اتفاق حج کا نہو اسیواسطے اوس حج کو حجۃ الوداع کہتے ہیں اور
اوسی سال میں جبرئیل علیہ السلام حضور نبوی آیہ الیوم اکملت لکم دینکم پڑھی آپ
اہل بقیع اور شہدای احد کیواسطے دعاے مغفرت فرماکر کلمات رخصت فرمانے لگے
اور اپنی رحلت کا حال زبان پر لانے لگے روایت ہے کہ مرض کی ابتدا حضرت میمونہ
خاتون کے گھر میں ہوئی یعنی درد سر لاحق ہوا جبکہ درد سر کی شدت اور بخار کی حرارت
ہوئی ساری ازواج مطہرات یہہ خبر سنکر وہیں حاضر ہوئیں آپ نے سب کیطرف متوجہ
ہوکر کہا کہ کل میں کہاں ہونگا اور مکرر ارشاد کیا اس بات کو اس بیان سے مقصود
آپکا یہہ تھا کہ ایام مرض میں بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف
فرما ہوں چنانچہ ساری ازواج مطہرات اور حضرت فاطمہ زہرا اسی بات پر راضی
ہوئیں کہ آپکو میمونہ خاتون کے گھر سے عائشہ صدیقہ کے گھر لیجانا چاہیے چنانچہ

خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اوسی حال مین دونون ہاتھہ اوپر دوش اہلبیت کے رکہکر
عائشہ صدیقہ کے گہر تشریف لائے عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ کسیکا مرض
رسول خدا کے مرض سے سخت تر مینے نہین دیکہا کہ شدت تپ سے کوئی بدن مبارک
پر ہاتھہ نرکہہ سکتا تہا ابن مسعود سے روایت ہے کہ تین دن آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا یہی حال رہا اور نہایت ضعیف و ناتوان ہوگئے اوسوقت مینے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ آپکا تو تین ہی دن مین یہہ حال ہوگیا آپنے فرمایا کہ اے ابن مسعود
جسقدر دنیا مین مصائب ہین اوسکے حق تعالی اے تین حصے کئے ہین ایک حصہ
مین تو سارا عالم اور دو حصے مین کل انبیائے مکرم ہین اور جسطرح سے کہ مصائب اونکے اوپر
زیادہ آتے ہین اوسیطرح وہ ثواب بہی سب سے دونا پاتے ہین چنانچہ میری تکلیف سب سے
دونی اور میرا مرض تم سب سے دوچند ہے ابوسعید کہتے ہین کہ شدت اور حرارت تپ کی چادر
اوپر سے معلوم ہوتی تہی اور کوئی بدن مبارک پر ہاتہہ نرکہہ سکتا تہا روایت ہے
کہ ایام مرض مین آپنے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ میرے
فرزندون کو اسوقت میرے سامنے لاؤ اور مجہکو اونکا جمال جہان آرا دکہاؤ فاطمہ زہرا
عاشق رسول خدا حسن اور حسین دونون لخت جگر کو لیکر حاضر ہوئین اور عرض کیا کہ یا رسول
اللہ انکو کچھ میراث بخشئے آپنے فرمایا کہ حسن کو خصلت اور سیادت اور حسین کو سخاوت اور
شجاعت میری نصیب ہوگی اوسوقت عمر حضرت امام حسن کی ساڑہے سات برس کی
حضرت امام حسین کی ساڑہے چہہ برس کی تہی جگر گوشگان رسول راحت جان بتول اسیے

چچا امجد کو اس حال میں دیکھکر بہت ملول ہوئی اور فریاد و زاری شروع کی اونکے
رونے سے حضرت فاطمہ زہرا اور عائشہ صدیقہ اور جو لوگ اوسوقت گھر میں حاضر تھے
سب رونے لگے آپ نے آنکھ کھولی اور اونکو پیار کیا اور گلے سے لگایا اور بہت دلاسا
دیا اور فرمایا کہ میرے بعد تم سب لوگ میرے ان دونوں صاحبزادوں کو بہت عزیز رکھنا
کہ زیب آغوش بتول اور زینت دوش رسول ہیں سو افسوس کہ امت نے بعد آپکے ایسا
عزیز رکھا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی دل خوب جانتا ہوگا روایت ہے
کہ ایام مرض میں بھی آپ مسجد میں تشریف لاتے اور نماز باجماعت ادا فرماتے تھے
تین دن قبل وفات کے حکم ہوا کہ ابوبکر صدیق نماز پڑھائیں عائشہ صدیقہ نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا باپ آپکی بیماری کے سبب مبتلائے الم ہے یہہ حکم اور کسیکو ہو
کہ نہیں ابوبکر صدیق نماز پڑھائیں الغرض جسوقت بلال سراپا ملال نے عشا کی اذان
دی اور ابوبکر صدیق بموجب حکم نبوی مسجد میں آگئے اور نماز کیواسطے کھڑے ہوئے پر مقام
خیر الانام خالی دیکھکر بیہوش ہوگئے اور یہہ فرماتے ہوئے گر پڑے ع در نمازم خم ابروی تو
بیاد آمد حالتے رفت کہ محراب بفریاد آمد پس سارے اصحاب رسول خدا نے مسجد میں شور محشر
برپا کیا گریہ و زاری کی صدا گوش رسول خدا تک پہونچی آنکھ کھولکر فاطمہ زہرا سے پوچھا کہ مسجد
میں کیسا شور ہے انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر صدیق نے نماز پڑھانی چاہی تھی سارے اصحاب آپکا
مقام خالی دیکھکر بیتاب ہوگئے اور مسجد میں بیٹھے رو رہے ہیں آپ یہہ حال سنکر بہمراہی
علی و عباس مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اے عاشقان رسول اسقدر کیوں ملول ہو

حضرت آدم کے وقت سے آجتک کوئی نبی اپنی امت مین ہمیشہ نہین رہا ہے مین
بھی نہین رہونگا یہہ فرما کر خود بھی آبدیدہ ہوئے وہ سب کی تسلی فرما کر دولتخانہ نبوت کا نشانہ
مین تشریف لائے روایت ہے کہ ایک بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کنار پاک مین آپکا
سر مقدس تھا پسینا پیشانی انور سے جاری ہونے لگا اور غش آنے لگا فاطمہ زہرا یہہ حال دیکھکر گریہ و
زاری کرنے لگین آپنے اونکی رونے سے آنکھہ کھولدی اور فاطمہ زہرا کو اپنے پاس بلایا
اور فرمایا کہ اے جان پدر اسقدر نہ مضطر ہو داغ تیری یتیمی اور بیکسی کا میرے دل پر ہے مگر خدائے
اکبر تجھہ کو صبر و استقلال مرحمت فرماوے یہہ فرما کر حضرت علی کیطرف آپ متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے
کہ اے علی مرتضی فاطمہ زہرا یتیم اور بے پدر ہوتی ہے میری دختر نور نظر یہہ تیرے لخت جگر ہوگی
تم ہر امر مین اوسکی پاسداری اور خاطرداری کرتے رہنا روایت ہے کہ دو دن
حضرت جبرئیل علیہ السلام عیادت کیواسطے آئے اور مزاج کا حال پوچھا آپنے ارشاد فرمایا کہ
بہت ناساز ہے تیسرے دن جبرئیل امین پھر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آج حق تعالی
نے ملک الموت کو حضور مین بھیجا ہے اگر حکم ہو تو حاضر ہو آپنے حکم دیا کہ آوے جبرئیل علیہ السلام
نے اول وداع الوداع کہتے ہوئے رو دیا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَحْمَدُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ
یَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وسلم آج سے پھر اتفاق دنیا مین آنیکا نہوگا میرا آنا جانا دنیا مین
صرف آپ ہی کیواسطے تہا سو آج ختم ہو گیا راوی لکھتا ہے کہ ملک الموت بصورت اعرابی
دروازہ پر آئے اور با آواز بلند پکارے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ اجازت ہو تو گھر
مین آؤن اوسوقت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا آپکے سرہانے بیٹھی تہین جواب دیا

کہ رسول خدا اشد مرض میں مبتلا ہیں اسوقت ملاقات نہوگی پھر اذن طلب کیا وہی
جواب پایا تیسری بار ملک الموت نے ایسی آواز دہشتناک سے اجازت چاہی
کہ سننے والوں کا بدن بہت سخت کانپنے لگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ کھولکر پوچھا
کیا حال ہے سیدہ نے عرض کیا کہ ایک اعرابی دروازہ پر کھڑا ہے اور اجازت اندر
آنے کی چاہتا ہے ہرچند عذر کرتی ہوں نہیں مانتا آپ نے فرمایا کہ ای فاطمہ یہ اعرابی
نہیں ملک الموت ہی ہیں کہ نیوالا فرزندونکا اٹھانیوالا لذتونکا بیوہ کرنیوالا عورتونکا یہ
سنکر حضرت سیدہ رونے لگیں آپ نے فرمایا جان پدر مت رو تیری رونے سے اور لوگ
بھی روتے ہیں بعد اسکے عزرائیل کو بلایا اونہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ خداوند تعالے
نے مجھے حضور کا فرمانبردار کیا ہے اور حکم ہے کہ بغیر اجازت روح پر فتوح کو قبض نکروں
آپ نے فرمایا کہ آگے آؤ اور جس کام کیواسطے مامور ہوئے ہو وہ عمل میں لاؤ پس ملک الموت
قبض روح پر فتوح میں مشغول ہوئے روایت ہے کہ جانکنی کی شدت آپ کے
اوپر اسقدر تھی کہ رنگ چہرۂ مبارک کا کبھی زعفرانی اور کبھی ارغوانی ہو جاتا تھا
ملک الموت سے پوچھا کہ جانکنی میں اسقدر تکلیف اوروں پر بھی ہوتی ہے اونہوں نے
عرض کیا یا رسول اللہ جسقدر تکلیف اوروں پر ہوتی ہے اوسکا ایک حصہ بھی آپکے اوپر
نہیں ہے یہ سنکر آپ آبدیدہ ہوئے اور فرمایا وا امتاہ اے عزرائیل جسقدر تکلیف میری
امت پر ہو وہ آج اوسکی عوض سب مجھپر تمام کر تاکہ میری امت اس رنج و اذیت سے
محفوظ رہے عزرائیل نے عرض کیا یا شفیع المذنبین یا رحمۃ للعالمین آپ اسکا کچھ غم نفرمائے

آپکی امت کی روح باسانی قبض کرونگا حالت نزع روح مین سر مبارک حضرت عائشہ
صدیقہ کے زانو پر تہا ہاتہہ آسمان کیطرف اوٹہا کر فرماتے تہے وہو الرفیق الاعلےٰ
کہ یکبارگی روح پرفتوح قالب پاک سے پرواز کرکے متوجہ باعلی علیین ہوئے فانا للہ وانا
الیہ راجعون اب گریہ وزاری حضرت فاطمہ زہرا و ازواج رسول خدا کی کیا
بیان کیجا حضرت فاطمہ زہرا روتی تہین اور فرماتی تہین یا باجان فاطمہ کی جان آپ پر
قربان اب حسنین کیواسطے بہشت سے میوی کون منگائیگا یا باجان بغیر آپکے اون دونوکو
آغوش مین کون کہلائیگا یا باجان فاطمہ کو اپنے ساتہہ ضرور لینا یا باجان مجہکو تشفی سے
صاحت دینا یا باجان مجہکو اپنے پاس بہت جلد بلانا اس مشتاق کو جلد تر اپنا جمال باکمال
دکہانا چنانچہ چہہ مہینے تک اسیطرح فراق پدر مین نالان اور گریان رہین آخر بعد چہہ مہینے
کے انتقال فرمایا عائشہ صدیقہ روتی تہین اور کہتی تہین افسوس وہ نبی آخرالزمان
جسنے امت کیواسطے اپنے اوپر تکلیف گوارا فرمائی اور ایکدن روٹی جو کی سوکہی
ہوکر نکہائی گوہر دندان اوسکا سنگ جفا سے شہید ہوا مگر سوا صبر اور شکر کے کچہہ زبان سے
نہ نکالا تمام تمام رات دو دو رکعت نماز مین صبح کردیتے تہے کہ پای مبارک ورم کرجاتے تہے
راتدن امت عاصی کے غم مین رونا نہ دن کا کہانا نہ رات کا سونا اصحاب کبار یہہ سنکر بیقرار
ہوگئے مسجد مین شور قیامت برپا ہوا یار غمگسار ابوبکر صدیق روتے ہوئے گہر مین تشریف لائے
اور اوس چہرۂ نورانی سے کپڑا اوٹہایا اور پیشانی نورانی کو بوسہ دیکر فرمایا

بر حال منت نظر نکردی		رفتی و مرا خبر نکردی

بعد اوسکے روتے ہوئی مسجد مین آئی اور سب حال بیان کیا اصحاب جو مسجد مین حاضر تھے
بیہوش اور بعضی از خود فراموش ہو گئے الغرض اصحاب کبار اور مردان اہلبیت اطہار و
موافق وصیت کے تجہیز و تکفین عمل مین لائے اور اوسی حجرے مین کہ عائشہ صدیقہ کا دار السرور اور
بیت وصال تھا آپ کو رکھا اور قبر بنائی اب عائشہ صدیقہ کی مصیبت کو ذرا بچشم خیال دیکھنا
چاہئیے کہ یا تو شب و روز جمال باکمال حضرت سید ابرار کا دیکھکر دلکو خوش کرتی تھین یا اوسی
گھر مین رات دن قبر محبوب کو دیکھنا دولت ہمکلامی کو یاد کرکے رونا تھا اب اصحاب کی فریاد
و زاری ایک کو دیکھکر دوسرے کی بیقراری کیا بیان کیجائے حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے
کہ جو کوئی میرے سامنے یہہ کہیگا کہ رسول مقبول نے اس جہان سے رحلت فرمائی تو مین اوسکو
فوراً ہلاک کر دونگا اسیطرح بعضے اصحاب بیٹھکر نہ اوٹھہ سکتے تھے بعضے سکتے کی حالت مین
ہر ایک کا مونہہ تکتے تھے اور بعضے اسی غم و اندوہ مین مدینہ چہوڑ کے شام کو چلے گئے
اور بعضے بحال تباہ وہین رہے

تضمین لمولفہ

دفن جب عائشہ کے گھر مین ہوئے شاہ امم
سارے اصحاب وہان بیٹھ کے روتے پیہم

سکتے تھے حضرت صدیق بچشم پرنم
ولیہ سے سخت ہے داغ جدائی کا الم

کوئی مونس نہ رہا اور نہ کوئی ہمدم
چھپ گیا زیر زمین ہائے وہ خورشید عجم

مرتضیٰ اور عمر کو تھا عجب طرح کا غم
رو کے عثمان غنی کہتے تھے سب سے ہر دم

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

غم فرقت سے اگر عائشہ گھبراتی تھیں
غم کے ہاتھوں سے نہ آرام کبھی پاتی تھیں
شب کو سوتی نہ تھیں اوروں کو جگاتی تھیں
درد دل کہنے میں ہر ایک سے شرماتی تھیں

ہر قدم انور محبوب کو دیکھ آتی تھیں
آنسو آنکھوں میں ہر ایک بات پہ بھر لاتی تھیں
وہ وہ دن تک یہیں لیں غم میں وہ رہ جاتی تھیں
قبر کو دیکھ کے ہر وقت یہہ فرماتی تھیں

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

یہہ تو کس منہ سے کہوں گھر میں گزارا نہیں
بات کرتی ہوں مگر لذت گفتار نہیں
غم یہہ کھاتی ہوں کہ ابتو کوئی غمخوار نہیں
دل ٹھکانے نہیں جب سے کہ وہ دلدار نہیں

گھر وہی ہے مگر ایک رونق دربار نہیں
پاؤں چلتے ہیں مگر طاقت رفتار نہیں
زور تن میں نہیں قابو میں دل زار نہیں
طاقت صبر نہیں دولت دیدار نہیں

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

لٹ گیا باغ میرا میں ہوں بر نگ بلبل
جسکی پروانہ بنی شمع ہوئی آج وہ گل
شام سی آتی ہے جب یاد وہ اوسکی کاکل
جب سے پوشیدہ ہوا خاک میں وہ شاہ رسل

داغ سینہ پہ ہزاروں ہیں کہاں نکہت گل
میری آنکھوں میں سیہ ہو گیا عالم بالکل
صبح تک حال پریشان ہے بشکل سنبل
روتے ہیں جن و ملک کہتے ہیں الیسین یہہ غل

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد

روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

فاطمہ کہتی ہین ہے سخت مصیبت میری — لطف جینے کا نہین تنگ ہی جان میری
باپ کو سب سے زیادہ تہی محبت میری — ہائے کس طرح گوارا ہوئی فرقت میری
ہجر مین باپ کے زائل ہوئی طاقت میری — ابتو رو رونے کی شب روز ہی عادت میری
یک بیک ہوگئی برگشتہ جو قسمت میری — الٹ گئی گردش افلاک سے دولت میری

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

روئے صدیق بہت کہتے تہے لوگو کیا احوال — چہپ گیا زیر زمین ہو وہ فرخندہ خصال
شام سے آتا ہے جب بنت پیمبر کا خیال — اپنا جینا مجھے ہو جاتا ہے اوسوقت وبال
رنج تہا حیدر و عثمان غنی کو جو کمال — تیغ ابرو کے تصور مین گری ہو کے نڈہال
ساری عشاق کا اوسوقت عجب ہوتا تہا حال — جس گھڑی سکہ کہڑی ہو کے سناتے تہے بلال

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

محمد علی پر درود اور سلام — حسین ابن علی اور آل پر ہو تمام

احوال حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا وقت ولادت تا وفات

راویان شیرین گفتار اور ناقلان صحت آثار نے احوال حضرت سیدۃ النسا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

اسطرح زیب رقم فرمایا ہے کہ وہ نونہال چمن محمدی نوباوۂ گلشن احمدی گوہر برج
معرفت اختر برج ہدایت آب و رنگ گلزار کرامت خاتون قیامت قبل نبوت مکہ معظمہ میں
بطن مبارک حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ سے پیدا ہوئیں اور آپکے پیدا ہونیکے
وقت شرق سے غرب تک تمام عالم نورانی ہوگیا حضرت خدیجۃ الکبریٰ فرماتی ہیں
کہ جسوقت حضرت سیدہ پیدا ہوئیں تو اوسوقت سارا گھر میرا نور سے معمور ہوگیا اور اوسوقت
دیکھا میں نے کہ چار عورتیں میرے پاس آئیں ایک نے کہا کہ میں سارا ہوں اور دوسری نے
کہا کہ میں مریم ہوں بیٹی عمران کی اور تیسری نے کہا میں کلثوم ہوں بہن حضرت
موسیٰ کی چوتھی نے کہا میں آسیہ ہوں زن فرعون پس وہ چاروں میرے چپ و راست
اور پیش و پسار ہوئیں اور حضرت فاطمہ زہرا کو ایک طشت زمرد میں نہلا کر آب کوثر
سے نہلایا اور ایک خرقہ سپید نورانی خوشبودار پہنایا اور ایک مقنعہ رومی انور سر
ڈالکر مجھکو دیا اور فرمایا کہ برکت دے خداوند تعالیٰ اسکی اولاد میں پس حضرت ام المومنین
خدیجۃ الکبریٰ نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کی گود میں دیا آپ نے فاطمہ نام رکھا اور فاطمہ کے معنی آزاد کرنیوالے کے ہیں یعنی
میری امت کو آتش دوزخ سے آزاد کرنیوالی پس اسیوقت سے آثار قبولیت اور کرامت
پیشانی خاتون قیامت سے پیدا تھے لقب آپکا راضیہ مرضیہ اور بتول ہے فضائل آپکے
بیشمار ہیں منجملہ اونکے ایک یہ ہے کہ جسوقت حضرت فاطمہ زہرا باپ کی حضور میں تشریف
لاتی تھیں آپ سروقد تعظیم کیواسطے کھڑے ہوجاتے اور اکثر اوقات اپنی چادر مبارک

بٹھا کر اپنے نزدیک بٹھاتے اور شفقت بہت فرماتے اور جب حضرت سفر کو تشریف لیجاتے
تو رخصت ہونے کو سب سے پیچھے حضرت سیدہ کے پاس آتے اور جب سفر سے مراجعت فرماتے تو سب سے
پہلے صاحبزادی کے گھر تشریف لاتے تاکہ زمانۂ مفارقت حضرت سیدہ کے جسقدر کم ہو بہتر ہے
الغرض جیسی محبت کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے تھی اپنی اولاد میں کسی کے
ساتھہ نتھی اسی طور سے حضرت سیدہ نے کنار عاطفت پدر میں اٹھارہ برس تک پرورش
پائی اس عرصہ میں اکثر لوگ حضرت بتول کی نکاح کا حرف زبان پر لائے آپنے ارشاد فرمایا
کہ اس امر میں منتظر وحی الہی کا ہوں جس سے خداوند تعالے فرمایگا اوسی شخص سے
فاطمہ کا نکاح ہوجائیگا روایت ہے کہ جب خداوند تعالے نے چاہا کہ نکاح
حضرت سیدہ کا حضرت علی کے ساتھہ عرش پر باندھے پہلے رضوان کو حکم ہوا کہ بہشت برین
کو انواع انواع تکلفات سے آراستہ کرے اور حوران خلد برین حلۂ نورانی پہن کر چشم
نرگسین میں سرمہ لگاویں غلمان تاج زمردین سر پر رکھکر روش روش پر کھڑے ہوجاویں فرشتگان
ملاء اعلے اور کروبیان عالم بالا چوتھے آسمان پر قریب بیت المعمور کے جمع ہوں اور اوس
منبر نورانی کو جسکا نام منبر کرامت ہے اور آدم صفی اللہ کی بارہا اوسپر خطبہ پڑہا ہے
استادہ کریں حوران خلد برین کو چاروں طرف مژدہ رسانی کو آمادہ کریں الحاصل بموجب
حکم خداوندی بجالائی اور نکاح حضرت فاطمہ زہرا کا حضرت علی کے ساتھہ آسمان چہارم پر
اور فرشتے باہم گواہ مقرر ہوی اور آپس میں افتخار کیا اور بہشت کے درختوں سے
بالہیرا اور لوگوں نثار کیں روایت ہے کہ درخت طوبی سے موافق شمار اہلبیت کے

دوستون کے رقعے نثار کئے اور ہر رقعہ مین نام ایک دوستدار اہلبیت کا لکہا ہے
اور اوسکا مضمون یہہ ہے کہ فلان مرد یا عورت کو محب اور دوستدار اہلبیت اطہار کا ہے
آتش دوزخ سی آزاد کیا گیا چنانچہ قیامت کے دن نام بنام وہ رقعے ملجائین گے
اور تمامی دوستداران اہلبیت اون رقعون کے سبب بخشی جائینگے **لمولفہ**

ہمین بہی کاش وہی رقعہ نجات ملی		سبہون کو رحمت حق سی جو ولن برات ملے

روایت ہے کہ جب حق تعالی نے نکاح حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی ساتہہ آسمان پر باندہا اور جبرئیل امین مبارکبادی کو حضور نبوی مین آئے اور دنیا مین بہی ان دونون کا عقد نکاح باندہا ہے حضرت سیدہ نے عرض کیا کہ باباجان سب کی بیٹیون کے دنیا مین جواہرات اور درم و دینار مہر مقرر ہوئے ہین اگر میرا بہی مہر یہی مقرر ہوا تو مجہہ مین اور اونمین کیا فرق رہا آپنے فرمایا کہ جان پدر فاطمہ کیا چاہتی ہو عرض کیا کہ باباجان مجہکو یہہ تمنا ہے کہ میرا مہر شفاعت گنہگاران امت قرار پاوے یہہ سنکر ہی حضرت خیر البشر شافع روز محشر بدیدہ تر مناجات فرمانی لگے کہ الہی پروردگار میرے کچہہ سنا تو نی کہ فاطمہ تجہسے کیا طلب کرتی ہے پس اوسیوقت حضرت جبرئیل امین حاضر ہوئی اور کہا یا رسول اللہ حق تعالی بعد سلام فرماتا ہی کہ ہمنی دعا اپنی فاطمہ کی قبول فرمائی اور ایک ٹکڑا حریر سفید کا جسمین دو سطرین بخط نور لکہی ہوئی تہین حضرت سیدہ معصومہ کے ہاتہہ مین لا کر دیا حضرت سیدہ نی اوس ٹکری کاغذ کو آنکہون سے لگا اور بطور تعویذ اپنے بازو پر باندہا اور وصیت کی کہ اس تعویذ کو بعد میری وفات کے قبر مین سرہانے کفن کے

سنے بھی کہہ دیا کہ جس وقت قیامت کے دن تمامی گنہگاران امت حاضر ہوویں گے اس گھڑی
[illegible] کو خداوند تعالیٰ کی حضور میں پیش کر کے عرض کرونگی کہ ای پروردگار عالم اپنا وعدہ
پورا کر اور میرا دین مہر ادا کر جو تو نے مقرر کیا ہی یعنی آج کے دن میرے باپ کی تمامی گنہگاران
امت کو بخشدی اور دوسری روایت حضرت انس بن مالک سے یہہ ہی کہ ایک دن مین
بحضور نبوی حاضر تہا کہ آثار وحی آپکے چہرہ نورانی پر ظاہر ہو جب وحی آچکی آپنے فرمایا
کہ ای انس تمکو معلوم ہوا کہ اسوقت جبرئیل میرے پاس کیا پیغام لائے تہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
خدا اور محبوب خدا سب کا دانا تر ہی آپنے فرمایا روح الامین جناب رب العالمین کیطرف سے پیغام لائے
کہ فاطمہ کا نکاح حضرت علی کے ساتہہ کر دو ای انس تو جا ابوبکر اور عمر اور عثمان اور
طلحہ اور زبیر اور جماعت اکابر انصار کو جلد بلا کر لا کہ حکم حق تعالیٰ کا بجالاؤن اور فاطمہ کا
عقد نکاح علی مرتضی کے ساتہہ باندہوں حضرت انس بموجب ارشاد نبوی سبکو بلا کر لائے
بعد اوسکی آپنے حضرت علی علیہ السلام کو طلب فرمایا اور حضرت علی نے اپنے بدن کی زرہ
اسی درم کو بیچکر سامان نکاح مرتب کیا **راوی لکہتا ہی** کہ اکثر جان نثار جو عرب
مین مالدار تہی یہہ چاہتے تہی کہ صاحبزادی کا جہیز ہم اپنے طور پر ترتیب دین آپنے فرمایا
کہ فاطمہ کا نکاح اوسطور سی ہوگا جسطرح مین چاہتا ہون اس آپنے اوس مجلس مین خطبہ نکاح کا
پڑہا اور حاضرین سے فرمایا کہ میرے پروردگار نے عقد نکاح میری فاطمہ کا حضرت علی سے آسمان پر
باندہا اور حکم بہیجا کہ ہمارا محبوب ہی دنیا مین فاطمہ کا نکاح علی بن ابی طالب سے کردے
سو مین نے بموجب حکم پروردگار اپنی فاطمہ کا عقد نکاح علی کے ساتہہ اوپر مہر چار سو مثقال چاندی

باندہا اے علی تم اسپر راضی ہوے حضرت علی نے عرض کیا راضی ہوا ہین یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہر آپنے دونون کے حق مین دعاے خیر فرمائی حضرت ام سلمہ حضرت سیدہ کو حضرت علی کی گہر لیکر آئین بعد اوسکے آپ بعد فراغ نماز عشا وہان تشریف لاے اور ایک کوزہ پانی مین لعاب دہن مبارک ڈالا اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس آپنے پہی اور دعائین پڑہکر اوس پانی کو دم کیا اور تہوڑا حضرت علی مرتضی اور فاطمہ زہرا کو پلایا اور دونو نکو اوس پانی سے وضو کرایا بعد اوسکے آپ ہاتہ اوٹہے حضرت سیدہ باپ کی مفارقت کی سبب رونے لگین آپنے اوس وقت کلمات اونکی تسکین کیواسطے بیان فرمائے روایت ہے کہ جب نکاح حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا رجب کے مہینے مین ہجرت کے دوسرے برس ہوا تو اوس وقت مین شریف حضرت سیدہ معصومہ کا اٹہارہ برس اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اکیس برس اور پانچ مہینے کا تہا

محمد عربی پہ درود اور سلام		حسین ابن علی اور آل پر ہو تمام

حال وفات حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

راوی محبت بیان کرتا ہے بیان بعد المولد حال انتقال حضرت بتول اسطرح لکہتا ہے کہ جس وقت جناب خواجہ کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات نے اس سپنجی سرای فانی سے انتقال فرمایا سارے مدینہ مین شور قیامت برپا ہوا بلکہ سارا عالم تاریک ہوگیا تہا اور سب مین عاشق زار رسول حضرت بتول کا وہ حال ہوا کہ بیان باہر ہے شب وروز رویا کرتی تہین ایک روز بعد وفات خواجہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی نے فرمایا کہ اے سیدہ میری خوشی اسمین ہے کہ تم بہت نہ رویا کرو کہ سارے مدینہ مین شور محشر برپا ہوتا ہے حضرت فاطمہ زہرا نے فرمایا کہ مجہکو فراق

پدر مین رونا اچھا معلوم ہوتا ہے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب رات ہوگی تو تمکو روضۂ
رسول مقبول سے لیجاؤنگا قبر مبارک کی زیارت سے مشرف ہوکر صبر کرنا الغرض جبکہ رات ہوئی حضرت
علی علیہ السلام گھر مین آئے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ روتی روتی بیہوش ہوگئی ہین بعد
چند ساعت کے جب ہوش مین آئین حضرت علی مرتضی روضۂ مبارک پر لائے روضۂ انور مین
آئین روئین اور کہا آہ فراق پدر مین جو مصائب کہ مجھہ خستہ جگر پر ہین اگر روز روشن پر
ہون تو شب دیجور ہوجاوے آنکھون سے آنسو بہا کر فرماتی تہین

شعر

یا من ناصبور را بپیش خود از وفا طلب	یا کہ تو یا کہ امتی صبر مین از خدا طلب
درد تو میکشد مرا یار کرم و دوا کنش	یا قدری فزون ازین تا کنم دوا طلب

روایت ہے کہ دنیا مین پانچ آدمیون سے زیادہ کوئی نہین رویا ہے پہلے
حضرت آدم جب بہشت سے دور ہوے یہانتک کہ دونون رخسارون کے دندان مبارک معلوم ہوتے
تہی **دوسرے** حضرت یعقوب یوسف علیہ السلام کی جدائی مین اسقدر روئے کہ آنکھین سفید ہوگئین
تیسرے حضرت یوسف علیہ السلام قیدخانہ مین **چوتہے** حضرت فاطمہ فراق پدر مین اتنا روئین
کہ اہل مدینہ تنگ ہوگئے **پانچوین** سید الساجدین امام زین العابدین حضرت امام حسین
علیہ السلام کی تنہائی اور مصیبت پر یہانتک روئے کہ بعد واقعہ کربلا کے چالیس برس تک زندہ
رہے مگر کسی وقت بغیر روئے پانی نہین پیا اور کسی حال مین رونا ترک نہین کیا الغرض رونا
تو ایسا ہوا کہ اس سانحہ پر زمین و آسمان رویا ہے رونا تو قیامت تک مسلمانون کیواسطے باقی رہیگا
القصہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو کوئی مرض نہ تہا باپ کی جدائی کے سوا چنانچہ باپ کے

غم مین چھہ مہینے تک زندہ رہین مگر کسی شخص نے کبھی آپ کو متبسم نہ پایا آخرکار اس غم جانگاہ
نے یہ حالت کر دی کہ طاقت نشست و برخاست کی بالکل باقی نہ رہی اور ناتوانائی نے
یکبارگی جا دبایا روایت ہے کہ حضرت خاتون قیامت کو قبل رحلت اس بات کا خیال
تہا کہ میرے جنازہ کو کوئی نہ دیکھے اور کسی نامحرم کی نظر میری قد و قامت پر نہ پڑے لیکن ایک
بی بی نے جو ایک نقشہ گہوارہ کا حبش مین دیکھکر آئی تہین ویسا ہی حضرت سیدہ کے لئے تیار کیا حضرت
فاطمہ زہرا نے اسکو دیکھکر بہت پسند کیا اور مسکرائین راوی لکھتا ہے کہ بعد وفات آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مرتبہ قریب رحلت کے یہ گہوارہ دیکھکر حضرت سیدہ مسکرائین ورنہ بعد وفات
حضرت رسول مقبول کے اس عرصہ مین کبھی تبسم نہین فرمایا روایت ہے کہ ایک دن حضرت
علی علیہ السلام باہر سے تشریف لائے اور حضرت سیدہ کو دیکھا کہ تہوڑا سا آٹا خمیر کر رہی ہین اور
تہوڑی طشتانی مٹی صاحبزادون کے سر مبارک دہونیکے واسطے بہگوئی ہے اور اونکے کپڑے دہو
رہی ہین حضرت علی علیہ السلام نے جو اسقدر خلاف عادت دنیا کے کام مین حضرت سیدہ کو مشغول
پایا تو فرمایا کہ اے سیدہ مینے تمکو کبھی کار دنیا مین ایسا مشغول نہین پایا کہ جیسا آج اکیلی مین
مین کام رہی ہو آپنے جواب دیا کہ یا علی اب زمانہ مفارقت کا قریب پہونچا ہے مینے شب
باپ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ میرے سرہانے کھڑے ہوئے ہین اور نظر
نگاہ کر رہے ہین جیسے کوئی کسیکا منتظر ہو مینے باپ کا جمال دیکھکر ایک آہ سرد دل پر درد سے
کہینچی اور عرض کیا کہ بابا جان آپ کہان تشریف رکھتے ہین اور مجھکو کیون اپنے پاس نہین بلایا
میرے باپ نے فرمایا کہ اے جان پدر فاطمہ مین تو تیری انتظار مین ہون لہذا اگر تجھکو مرا

انشا رحمت ہی اور دل تیری مفارقت مین بہت بیقرار ہی بس اے علی اب صبر بیحد و فراق
دیدہ کو باپ کی جمال سی پر نور کرونگی روتی اسواسطی ہکاتی ہون کہ کل تم سب کی سب غم مین
مبتلا ہوگے ایسا ہوگا کہ دونون فرزند میری ہوک کی تکلیف اوٹھاوینگی اور کپڑی اسواسطی اودہی ہوتی ہون کہ
اے علی میری دونون لخت جگر میری ہاتہہ کی دہوی ہوی کپڑی اوڑہین پہینگی نہین معلوم کل کون انکی
خاطرداری اور نازبرداری کریگا اور کون انکا سر دہوکر گیسوی عنبرفشان مین کنگہی کریگا
ای لوگو مقام غور ہی کہ یہان تو مرتے دم تک دونون شاہزادون کی یہہ خاطرداری اور
قدرشناسی ملحوظ خاطر تہی آہ میدان کربلا مین حضرت امام علیہ السلام کی وہ تکلیفین کہ تین
دن تک دانہ پانی میسر نہ آیا اور اون گیسوی کو جنکو حضرت فاطمہ زہرا خود اپنی ہاتہون سی
کنگہی کرکی سنوارا کرتی تہین خاک و خون کا جمنا اور جسم مبارک کا زخمون سی چہد چہد ہوجانا
کیسا واقعہ ہی سوچنی کی بات ہی کہ جناب خاتون جنت کا باغ جنت مین کیا حال ہوا ہوگا
اور حضرت علی مرتضی کی روح پر فتوح پر کس قدر صدمہ گذرا ہوگا شعر

بروز واقعہ ای ظالم خدا ناترس ۔۔ بیا ببین کہ چہا کردہ بجای حسین
خداست حاکم و پیغمبرست و دعوی گر ۔۔ چگونہ مید ہی انصاف ماجرای حسین
مرو الو کہ بخاک و بخون کشی تو ۔۔ رخ منور و گیسوی مشکسای حسین

الغرض اسما بنت عمیس کو طلب فرمایا اور جناب سیدہ نی کہا کہ جسوقت حضرت امام حسن
اور حضرت امام حسین وقت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پرسی تشریف لاوین انکو
علیحدہ مکان مین بٹھلانا اور اپنی ہاتہہ سی کہانا کہلانا تاکہ مجہکو اس حالت بیماری مین

دیکہکر نہ گھبراوین پس جس وقت کہ دونون صاحبزادی تشریف لائے اسمانی اونکو علیحدہ مکان میں
بتہلاکر کہانا رو برو رکہا دونون نی فرمایا کہ ای اسما تو نی کبہی دیکہا ہی کہ ہمنی بغیر اپنی ما کے
کہانا کہایا ہو اسمانی عرض کیا کہ اسوقت طبیعت ان کی شدت سی علیل ہی تم کہانا کہا لو جس وقت
سنتے ہی دونون شاہزادی روتے ہوئی باہر گئے اور حجرہ میں آ کر پکاری کہ اماجان ہمکو کس پر چہوڑ کر
جاتی ہو حضرت علی علیہ السلام نی دروازہ کہولا اور حضرت فاطمہ زہرا نی دونون شاہزادونکو
گود مین لیکر بہت پیار کیا اور پہر رسول مقبول کی روضہ منورہ پر پہونچایا اور حجرہ کا دروازہ
بند کر لیا روایت ہی کہ حضرت فاطمہ زہرا عازم ملک بقا رضی اللہ عنہا ہونے لگی تو
جو کنیز کہ آزاد کی ہوئی جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تہین اپنے پاس بلایا اور
غسل فرما کر لباس فاخرہ پہنا اور اپنی حجرہ مین بچہونا بچہوایا اور بستر پر جا کر رو بقبلہ
ہو بیٹہین اور وہ کافور بہشتی جو جناب رسول مقبول نی مرحمت فرمایا تہا اسما سی طلب کیا
اور فرمایا کہ مجہکو اسی لباس مین جو میرے بدن پر ہے بغیر غسل دیکر قبر مین رکہنا اور برہنہ نکرنا یہہ فرما کر
اسما کو رخصت کیا اور دروازہ حجرہ کا بند کر لیا اور خود مناجات مین مشغول ہوئین اسما نے حجرہ کی
پاس تہین سنا کہ بعد گریہ و زاری درگاہ جناب باری مین مناجات فرماتی تہین کہ خداوند
بطفیل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پدر بزرگوار میرے کے اور بطفیل دیدہ اشکبار اور شوق دیدار
میرے کے اور بحرمت سوز دل علی مرتضیٰ اور بحق مصیبت حسنین مجتبےٰ میرے باپ کی امت
گنہگار کو بخشدے اور رحم فرمایا اسی طرح امت عاصی کے حق مین دعا کر فرماتی ہوئی
جنت الفردوس کو سدہاریں ۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اسما نی دروازہ

حجرہ کا کھولا اور کہا کہ حضرت خاتون قیامت اس دار فنا سے طرف دار البقا کی روانہ ہوئیں
اسما غش کہا کر گر پڑی اور باآواز بلند رونے لگی اوسکی رونے کی آواز سنکر دونوں شاہزادے
کونین حضرت امام حسین علیہم السلام گھر مین تشریف لائے اور ماں کے چہرۂ نورانی
سے کپڑا اوٹھایا اور روئے اور اسطرح فرمانے لگے ؀

غزل مؤلف

روتے ہیں لئے چھوڑ یتیمان حزین کو ‌‌ — خاتون قیامت بھی گئیں خلد برین کو
اے فاطمہ زہرا نہ رسول عربی ہیں — اب ہم بھی چلے جائین یہ سی کہین کو
افسوس کہ گردون نے زمین مین ہے چھپایا — انگشتری مہر نبوت کے نگین کو
مریم کو شرف آپ سی بلقیس کو عزت — تہا فخر قدمبوسی کا جبرئیل امین کو
مسجود خلائق تہا جہان آپ تہین وہ گھر — چوکھٹ سی رگڑتی تہی ملایک بہی جبین کو
تہین جزو تن پاک رسول عربی آپ — کیونکر نہ قلق اونکا ہو ہر خاک نشین کو
جب سی کہ کیا زیر زمین آپ نے آرام — رتبہ ہے ملا عرش معلی کا زمین کو

الحاصل حضرت خاتون قیامت کی وصیت کے موافق اسما بنت عمیس نے آپکو غسل دیا اور
دونوں شاہزادے پانی لاتے تہے اور اپنی مادر غمگسار پر ڈالتے تہے اور از شدت غم سے
روتے جاتے تہے اور حضرت علی علیہ السلام نے گہوارہ مین جنازہ کو رکھکر نماز پڑھائی اور
شبکو دفن کیا اور حضرت سیدہ نے دوشنبہ کو تیسری تاریخ رمضان شریف کی وفات پائی آپ
شاہزادوں کی گریہ و زاری اور رونا پیٹنا سی نالہ و اشکباری کس زبان سے بیان کیجاے کہ ہنوز
رسول مقبول کی جدائیکا الم دل سی دور نہوا تہا کہ ماں کی جدائیکا غم سر پڑا اور حضرت شیر خدا

علی مرتضیٰ کا اور تنہا نا اور دونوں شاہزادوں کو جتانا ایسا واقعۂ اندوہناک ہے جسکے بیان کرنے سے دل اندوہگین چاک چاک ہے

مولف

چون ازین دار محن رخت سفر بست رسول | دور شد از دل او داغ جدائی رسول
دل حسنین ازین واقعہ گردید ملول | حضرت شیر خدا بود بزاری مشغول

رفت از دار فنا فاطمہ زہرا افسوس
کرد یکبار مرا بیکس و تنہا افسوس

داغ دوری رسول علی بود بدل | فاطمہ نیز روان کرد ازینجا محمل
یکدل و داغ فراوان و ہزاران مشکل | ہست بیتابی دل صورت مرغ بسمل

رفت از دار فنا فاطمہ زہرا افسوس
کرد یکبار مرا بیکس و تنہا افسوس

زندگی تلخ شد از صدمۂ ہجران چکنم | شعلۂ دوری او سوخت دل و جان چکنم
گر نہ نالم بغمش با غم پنہان چکنم | دل شوریدۂ من میکند افغان چکنم

رفت از دار فنا فاطمہ زہرا افسوس
کرد یکبار مرا بیکس و تنہا افسوس

بود نالان حسن از درد یتیمی بسیار | چشم او گشت ازین واقعہ چون ابر بہار
صورت نرگس گلزار شد از غم بیمار | آہ میزد بہ پیش پدر تا کشید صد پارہ

رفت از دار فنا فاطمہ زہرا افسوس

کرد یکبار مرا بیکس و تنہا افسوس

جز علی ہیچکسے بود نہ غمخوار حسین
داغ افتاد چو بر جان دل زار حسین

ابر شرمندہ شد از چشم گہربار حسین
و اشفت نیگوید فغان لعل شکربار حسین

رفت از دار فنا فاطمہ زہرا افسوس
کرد یکبار مرا بیکس و تنہا افسوس

محمد عربی پر درود اور سلام
حسین ابن علی اور آل پر ہو تمام

حضرت علی علیہ السلام کی ولادت اور شہادت کا بیان

شواہد النبوت اور دیگر کتب معتبر میں لکھا ہی کہ مجاہد اور فضائل مہر سپہر ولایت ماہ فلک ہدایت امام المشارق و المغارب سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اسقدر ہیں کہ امکان بشر نہین کہ اوسکا عشر عشیر بہی بیان کرسکے اہلبیت اطہار اور اصحاب کبار اکثر آپکی مدح خوان اور اولیای کرام آپکے نام پیر دل و جان قربان ہین آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد بیان کرتی ہین کہ جن ایام مین حضرت علی میرے شکم مین تہے مین حج کیواسطے آئی تہی ہنوز طواف کعبہ پورا نکرچکی تہی کہ مجہکو درد زہ معلوم ہوا مین ایک گوشہ الگ ہوی کہ وہ مادہ گوہر درج ولایت اور اختر برج ہدایت پیدا ہوا اسوقت ندا ہوی کہ ای فاطمہ بنت اسد مشرف اس فرزند ارجمند کا تو تجہیر ظاہر ہوی کہ خانہ کعبہ مین پیدا ہوا اور اسکا نام مبارک اسکا علی رکہیو چار روز کے بعد حضرت کی والدہ آپ کو خانہ کعبہ سی اپنی گہر مین لائین جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اوسی وقت اونکی گہر مین

تشریف لائی حضرت علی علیہ السلام نے پہلے ہی جو آنکھہ کہولی تو سید المرسلین کا جمال باکمال دیکھا اور ہنوز اپنی والدہ ماجدہ کا دودہ نہ پیا تہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اونکی مونہہ مین اپنی زبان مبارک دی اور مدت مدید تک آپکی لعاب دہن مبارک سے سیر اور آخوش سید الابرار سے فیضیاب ہوتے رہے ✦ بیت

لطفے کہ نجانۂ خدا شد	با بنت رسول کد خدا شد

غرضکہ روز ولادت سے لیکر وفات جناب سرور کائنات علیہ الصلوات تک حضوری ہی مین حاضر رہی یہانتک کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپکی شان مین کمک لحمی اور دمک دمی فرمایا اور انا مدینۃ العلم و علی بابہا کا خلعت آپکی قامت زیبا پر پہنایا اور اسیطرح بہت سی حدیثین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب ولایت مآب کی شان مین فرمائی ہین مگر **روایت ہے** کہ ایکبار جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ اے علی کچھہ جانتے ہو کہ اگلی امتون مین سب سے زیادہ شقی کون تہا اور اس امت مین سب سے زیادہ کون ہے حضرت علی نے عرض کیا کہ خدا اور اوسکا رسول بہتر جانتا ہے آپنے فرمایا کہ بدبخت ترین اگلی امتون کا وہ مرد سرخ رنگ تہا قوم ثمود مین جسنے ناقۃ اللہ کی کونچین کاٹین یعنی قدار بن سالف اور بدبخت ترین اس امت کا وہ شخص ہے کہ تمہاری سر پر تلوار ماریگا یہانتک کہ ڈاڑہی تمہاری لہو سے رنگین ہو جاویگی اور اسی زخم کاری سے تم شہید ہوگے چنانچہ جیسا آپنے فرمایا تہا ویسا ہی ظہور مین آیا **نظم**

برخوان غم چو عالمیان را صلا زدند	اول صلا بسلسلۂ انبیا زدند

نوبت باولیا چو رسید آسمان طپید	زان ضربتی که بر سر شیر خدا زدند
بس آتشی ز اخگر الماس ریزها	افروختند و بر حسن مجتبی زدند
و آنگه سرادقی که ملک محرمش نبود	کندند از مدینه و در کربلا زدند
وز تیشهٔ ستیزه در آن دشت کوفیان	بس نخلها ز گلشن آل عبا زدند
بس ضربتی کز آن جگر مصطفی درید	بر حلق تشنهٔ خلف مرتضی زدند

روایت ہے کہ ابن ملجم قاتل حضرت امیر علیہ السلام کا آپکے لشکر مین رہتا تہا اور اکثر لڑائیون مین آپکے ہمراہ رکاب رہا ہے ایک روز ابن ملجم ایک تلوار قیمتی بہت آبدار حضرت امیر المومنین کی نذر کرنیکو لایا آپنے وہ تلوار لی اور فرمایا کہ تیرا مطلب اسی تلوار سے پورا ہوگا اور یہی تلوار تیری ہاتھ سی ہماری پیشانی پر پڑیگی اوسنی جواب دیا کہ حضرت آپکی رفاقت مین مینی اپنی وطن کو چہوڑا ہے مجہسی کسطرح ہوسکیگا کہ آپسے شہنشاہ ولایت کو شہید کرونگا اور ایسا ہو تو اوسوقت آپ ابہی سی میری دونون ہاتہہ کاٹ ڈالئے آپنے فرمایا کہ حرف تقدیر مٹ نہین سکتا رضینا بقضاء اللہ

فرد نشود نصیب دشمن که شود هلاک تیغت	سر دوستان سلامت که تو خنجر آزمائی

روایت ہے کہ ایکبار ابن ملجم ناری نی اپنی سواری کیواسطے حضرت امیر علیہ السلام سی گہوڑا طلب کیا آپنے گہوڑا دیدیا اور فرمایا کہ یہی شخص مجہکو شہید کریگا لوگون نی عرض کیا کہ آپ اسکو قتل کر ڈالئے آپنے فرمایا کہ اگر مین اسکو مار ڈالون تو مجہکو کیون شہید کریگا **روایت** ہے کہ جب زمانہ وفات حضرت شیر خدا علی مرتضی کا

قریب پہونچا آپ ایک رات حضرت امام حسن کے گھر اور ایک رات حضرت امام حسین کے گھر
روزہ افطار فرمایا کرتی تھی اور تین لقمون سے زیادہ ہرگز نکھایا کرتی تھی اور سبب آپکی
شہادت کا یہ ہے کہ عبد الرحمن ابن ملجم اور برگ تمیمی اور عمرو تمیمی یہ تینون خارجی مکہ معظمہ
مین ایک جگہ جمع ہوئی اور آپس مین مشورت کی کہ تین شخصون کو قتل کیا چاہئے ایک حضرت
معاویہ کو اور دوسرے حضرت عمرو عاص اور تیسرے حضرت علی علیہ السلام کو ـ الغرض سترہوین
تاریخ رمضان شریف کو تینون صاحبونکے شہید کرنیکی اون ہر دو دون نے صلاح ٹھہرائی
اونمین سے دو بدبخت تو دمشق اور مصر کو روانہ ہوا اور ابن ملجم حضرت امیر علیہ السلام کی شہید
کرنیکو کوفہ مین آیا راہ مین ایک عورت صاحب جمال کو جو قوم خوارج مین تھی دیکھکر کمال
بیقرار ہوا جبکہ بیقراری حد سے زیادہ گذری تو اوس سے نکاح کا پیغام کہلا بھیجا اوس
عورت نے کہا کہ میرا مہر تین ہزار درم اور ایک غلام اور ایک لونڈی اور قتل کرنا حضرت
امیر علیہ السلام کا ہی ابن ملجم نے یہ سب قبول کیا اور کہلا بھیجا کہ مین خاص حضرت علی کے
قتل کرنیکو آیا ہون ـ الغرض سترہوین تاریخ رمضان کی شب جمعہ کو جو خاص شب شہادت
تھی حضرت ولایت مآب ابو تراب نور الہدی صاحب لوای علی مرتضی کو عجیب حالت
ذوق و شوق دامنگیر حال تھی اور دمبدم آسمان کیطرف نظر اوٹھاتی اور شوق شہادت
مین فرماتے تھی سے خون ما وقف دم خنجر یار ست اینجا ایکچون وقت ذبح
جوش بہار است اینجا کبھی صحن خانہ مین آتے اور کبھی اندر جاتی تھی آہ وکھینچتی تھی
کہ ماہ آسمان کا دل لالہ چمن کیطرح داغدار اور تارے صورت اشک یتیم نمودار راستے

لباس ماتمی پہنکر سب نے تھان آپکا ماتم دار بنایا آفتاب نے بیت الاحزان مغرب مین
شام ہی سے منہ چھپایا تہا چرند اور پرند اپنی اپنی آشیانون مین آنسو بہاتی تہی شجر حجر آپکی
شہادت کی خبر سے بیتاب ہو جاتی تہی ذرہ ذرہ دہن آفتاب ولایت کی غم مین جلا
تہا قطرہ قطرہ آپکی الم مین آنکھون سے دریا بہا رہا تہا اور حضرت امیر علیہ السلام کو جو اوس
رات اپنی شہادت کا حال معلوم تہا تو بار بار آسمان کیطرف نظر اوٹھاتی تہی اور رات
کی ادواسی دیکھکر فرماتی تہی کہ واللہ نہ مین جہوٹا ہون اور نہ مجہسے جہوٹی بات منہ سے
نکلی ہہ تو وہی رات ہی جسکا مجہسے حق تعالی نی وعدہ فرمایا ہی اور وقت میرا مقرر
کردیا ہی پس یہان تو شوق شہادت دامنگیر حال اور وصال معشوق حقیقی کا دلمین جو
خیال تہا تو تمام رات مصلے پر حضرت ولایت مآب سرنگون یاد الہی مین خوشحال نہ خنجر قاتل
کی خبر نہ ابن ملجم کا خیال پہر سو بدن زبان شکر ہو کر گویا ہو رہا تہا میدان رضا و تسلیم مین
قدم جما ہوا تہا کہ تنا کہا رات نی گریبان چاک کیا اور سپیدہ سحر نی اپنا منہ دکہایا
پس جناب ولایت مآب بحکم قضا و قدر مصلے پرسے اوٹہے اور مسجد کا قصد فرمایا ابطرف
پاس آکر شور و غل مچایا گہر کے لوگ اون جانور سیر بازنکو ہٹانے لگی آپ اون لوگونکو منع
فرمانی لگی کہ انکو مت ہٹاؤ یہ میری فراق مین نوحہ گر اور میری جدائی مین چشم تر مین الغرض
گہر سے باہر تشریف لائی اور الصلواۃ الصلواۃ فرماتی ہوی مسجد مین آئی یہان تو کلمہ شہادت
زبان پر جاری اور نماز کی طیاری وہان قاتل نی خنجر کو آب زہر سے بجہایا اور آپکی
قتل کرنیکو مسجد مین آیا ہنوز سجدہ آخری ادا نہ فرمایا تہا کہ قاتل نے خاص خانہ خدا مین

خنجر چلایا یعنی ابن ملجم ناری نے آپکی پیشانی نورانی پر ایسی تلوار ماری کہ فوارہ خون کا
جاری ہوا اور تمام محاسن شریف خون سے تر بتر ہو گئی اوسوقت آپنے فرمایا کہ الحمد للہ مین مراد کو پہنچا

سر در رہ عشق تو فدا شد چہ بجا شد		این بار گران بود ادا شد چہ بجا شد

جسوقت یہہ خبر اہل کوفہ کو پہونچی ساری خلقت مسجد مین آکر جمع ہوئی آپکا یہہ حال دیکھکر
مسجد مین شور قیامت برپا ہوا دونون صاحبزادے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین
روتی ہوئی مسجد مین تشریف لائے اور حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو دولتسرا مین اوٹھا کر
لائی تمام مسلمانون کا اس سانحہ قیامت خیز اور واقعہ عبرت انگیز سے دل پاش پاش
ہو گیا اور قاتل کو تلاش کیا آخر ابن ملجم ناری گرفتار ہو کر آیا جان نثارون نے اوسکو جان
سے مارنیکا ارادہ ٹھہرایا - اب یہان سے شفقت اور رحمت جناب امیر علیہ السلام کی
خیال کرنا چاہئے کہ لوگون سے فرمایا کہ ابن ملجم کو ہرگز قتل نکرنا بلکہ جب تک مین زندہ
رہون مقید رکھو بصورت زیست مجھکو انتقام کا اختیار ہے اور تم لوگ کسیطرح کی ہرگز
اسکو اذیت نہ پہونچاؤ اور جو کچھ کھانا میرے واسطے طیار کرو اوسمین سے پہلے اوسکو
کھلاؤ پیچھے میری سامنے لاؤ مین نہین چاہتا کہ کسی متنفس کو میرے سبب سے تکلیف پہونچے راوی لکھتا ہے
کہ جسوقت زخم کاری سے حضرت امیر علیہ السلام کے خون بکثرت جاری ہوا اوسوقت
آپکو پیاس معلوم ہوئی دونون شاہزادے شربت کا پیالہ رفع تشنگی کیواسطے سامنے لائے
آپنے ارشاد فرمایا کہ بہ نسبت مجروح کے جارح کو بہت تشنگی ہوتی ہے پہلے یہہ شربت
ہمارے قاتل کو پلاؤ پیچھے ہمارے سامنے لاؤ

چون بہ فرق علی عالی قدر
تیغ زد ابن ملجم نارے

زان جراحت کہ بر سرش آمد
پرچہ پارہ گشت چون چارے

شد اسیر ابن ملجم بے دین
دید بسیار ذلت و خوارے

پیش شہ جام شربت آوردند
گفت آن شاہ دین بہ غمخوارے

قاتل من تشنہ در زندان
بالب تشنہ میکند زارے

تا نگردد ز شربت او سیراب
لب چسان تر کنم بہ بیچارے

شاہ ما است شاہ دین کہ از اول
ہست دریاے جود تو جارے

دوستان را کجا کنے محروم
تو کہ با دشمنان نظر دارے

بعد اوسکی حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے سب کو اپنے پاس بلایا اور حضرت امام حسنین
علیہم السلام کو دلاسا دیکر اپنے نزدیک بٹھایا اور جو کچھ علم معرفت و حقیقت سینہ بسینہ
چلا آتا تھا عطا فرمایا اور بہت سی وصیتین فرما کر اپنی رحلت کا حال سنایا پس یکبارگی
آپنے کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھ کر آنکھین بند کرلین اور اس جہان
ناپایدار سے طرف روضۂ رضوان کے روانہ ہوئے قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون
اب حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی تنہائی اور بیکسی کس زبان
سے بیان ہو کہ ابھی مان کا قلق اور غم دل سے دور نہوا تھا کہ باپ کا رنج و الم سر پر
پڑ گیا وہ سر پر کوئی مونس و مددگار بجز ذات پروردگار باقی نرہا پہلے تو جنا پر

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا داغ مفارقت اوسکے بعد حضرت خاتون جنت
کی رحلت پھر جناب شہنشاہ ولایت کے انتقال کی مصیبت [illegible]

رو کر حسین بولے کہ ای پیر کبریا — سب سے پہلے تو جہان سے نبی اپنے سفر کیا
پھر فاطمہ کا سایہ میرے سر سے اٹھ گیا — اب مرتضیٰ کا داغ الم سر پہ ہے پڑا

تاکے زمانہ داغ غم بر جگر نہد
یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر نہد

کس کس کی دل سے یاد بھلاؤں میں الغیاث — ایک دل ہی میرا جس پہ پڑی داغ بیشمار
بزم جہان میں شمع صفت ہوں میں اشکبار — لالہ کی طرح دل ہی میرا غم سے داغدار

تاکے زمانہ داغ غم بر جگر نہد
یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر نہد

محمد مصطفیٰ پہ درود اور سلام — حسین ابن علی اور آل پر ہو تمام

تمہید شہادت

ای جان نثاران روی مصطفوی و ای خاکساران کوی مرتضوی اب یہ بیان
ہنگامہ قیامت نما یعنی تمہید شہادت حسنین رضی اللہ عنہما بگوش دل سنکر گوہر غم
دیدۂ پرنم سے گرانا چاہئے مدارج اور اسرار شہادت سے کما حقہ آگاہ ہو جانا چاہئے
یعنی جب کہ خداوند عالم نے حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام کو زمین پر بھیجا اور انکی اولاد
سے روئے زمین کو آباد کیا تو ہر قوم پر ایک ایک نبی کو مبعوث فرمایا تاکہ انتظام عالم و ہدایت

یعنی نوع آدم پر دستور جاری ہے اور شریعت اور معرفت میں کسیطرحکا فتور نہ پڑے
پس اول ایک ایک ستارہ اس کا نبوت پر چمکایا بعد اسکے آفتاب رسالت کے
رخسارہ انور سے یکبارگی پردہ حجاب کا اوٹھایا اور حبیب خود محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو
بعالم ظہور میں لایا تا کہ اس گوہر درج نبوت کے سبب عالم آبرو پاوے اور کل مشتاقان شیدا
کی مراد پوری ہوجاوے اور نبوت اور رسالت کی کل مراتب فراہم کرکے آپکی ذات حسن
صفات میں تفویض فرمائی تا کہ کوئی مرتبہ اور کوئی کمال آپکی ذات والاصفات کے باقی
نرہجاوے چنانچہ خلافت آدم شجاعت نوح معرفت شیث خلت ابراہیم لسان اسمعیل
رضامی اسحق فصاحت صالح بشارت یعقوب حسن یوسف کلام موسی تحمل ہارون
صبر ایوب صوت داود عبادت یونس عصمت یحیی حکمت لقمان وقار الیاس
زہد عیسی عطا کیا سوا اسکے اور بہی بہت سی کمالات ظاہری و باطنی اور مراتب
ظہوری و صفوری جو خاص آپکی ذات معدن صفات کیواسطے روز ازل سے رکھے تہے
اور کسی نبی مرسل کو عطا نہوے تہے سو وہ بہی خالق یکتا نے آپکی ذات والا
میں تفویض فرماے تا کہ کوئی کمال باقی نرہ جاوے کیا خوب کلام شاعر ہے

حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

مخمس

روی زیبا و قیامت قد بالا داری	اثر معجزہ عیسی بسخنہا داری
غیرت سنبل تر زلف چلیپا داری	یوسفی و دل عالم چو زلیخا داری

حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری
آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری

بود پیوسته ثناخوان کلام تو کلیم
سنبل باغ گرفته است ز زلف تو شمیم
عاشق حسن و جمال تو خداوند کریم
خضر و الیاس کند وصف تو با صد تعظیم

حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری
آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری

انبیا از سر زلف تو پریشان هستند
در غم عشق تو از قید خودی وارستند
بند زلف تو گشادند و دل و جان بستند
جمله در ذات تو از روز ازل پیوستند

حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری
آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری

حق بحق تو عاشق و معشوق جهانی ای گل
ای رخت گل دهنت غنچه و زلفت سنبل
عالمی داغ بدل از تو برنگ بلبل
دیگران جزو تو هستند و ترا دانم کل

حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری
آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری

خاک کوی تو عجب صندل درد سر ماست
خاکی و تکیه گهش کرسی و عرش اعلی است
که بآن خاک جبین سائی عالم زیباست
صادق خسته همین گوید و این نکته بجاست

حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری
آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری

سوا اسکے باغبان حقیقی نے رنگ برنگ کی معجزات اور طرح طرح کے کمالات عطا فرما کر
آپکی ذات معدن صفات کو ایک گلدستہ بنایا اور اوس گلدستۂ دست قدرت کی خوشبو سے
گلشن دنیا کو معطر فرمایا سوا رتبہ شہادت کی کہ یہہ کمال آپکی ذات مقدس مین نہ آیا تھا
اور چونکہ منافی شان نبوت تھا اسواسطے نہ دیا تھا کیونکہ شہادت دو قسم کی ہے ایک
جلی دوسری خفی اگر حضور اقدس شہادت خفی کا رتبہ پاتی تو شاید بعض خلفا راشدین کے
شہید ہو جانے اور مرتبہ شہادت کمال کو نہ پہونچتا اور اگر شہادت جلی کی لذت
اوٹھاتی تو دین متین مین بڑی خلل پڑ جاتی پس مشیت الہی اور حکمت کبریائی اس بات پر
متوجہ ہوئی کہ یہہ کمال بہی آپکی ذات مبارک مین آئی تاکہ کوئی مرتبہ اس خاندان عالی
سے باقی نرہ جائی چنانچہ مشیت الہی نے اس مرتبہ کیواسطے تجویز کیا اہل بیت اطہار مین سے
اونکو کہ جنکا حال بعینہ آپکا حال اور جنکا کمال بعینہ آپکا کمال ٹھہری اور صورت اور سیرت مین
حکم وحدت کا رکھتی ہون بلکہ مرتبۂ عینیت کو پہونچے ہون وہ کون شہزادۂ کونین حضرات
امام حسنین علیہم السلام کہ یہہ دونون آئینہ جمال احمدی اور دو گنجینہ کمال محمدی
تھے چنانچہ اکثر احادیث صحیحہ سے ثابت ہی کہ بڑی صاحبزادے یعنی حضرت امام حسن
علیہ السلام سر سے لیکر ناف تک اور چہوٹے صاحبزادے ناف سے لیکر ناخن پا تک ہمصورت
اور ہمشکل تہی اپنی جد بزرگوار سید ابرار رسول پروردگار کی پس دونون ملکر ایک تصویر محمدی
ٹھہر لی گئی اور میدان امتحان مین دونون اس مرتبہ کے لئے لاے گئے آخر دونو نکو میدان
رضا و تسلیم مین ثابت قدم پایا اور مرتبۂ شہادت ان دونون شاہزادون کے ذریعہ سے

ذات رسول مقبول مین آیا پس شہادت خفی کا تو مرتبہ بڑے صاحبزادے یعنی حضرت امام حسن کو عنایت ہوا اور چونکہ اس شہادت کی کتمان کیطور پر ہوئی تو ایسواسطے نہ کبھی رسول مقبول نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا نہ کبھی جبرئیل علیہ السلام کی زبان پر اسکا ذکر آیا یہانتک کہ خود حضرت امام حسن علیہ السلام نے بھی قاتل کا نام بھائی کو نہ بتایا اور شہادت جلی جسکی بنا شہرت اور اعلان پر رکھی تھی یہانتک مشہور ہوئی کہ پہلے وحی مین مذکور ہوا پھر کل فرشتون مین یہہ امر مشہور ہوا یہانتک کہ حضور اقدس نے بھی یہہ مذکور کیا بلکہ حضرت ام سلمہ کی پاس کربلا کی خاک شیشہ مین رکھوائی اور حضرت علی علیہ السلام نے اکثر صحابہ کو وہ زمین مقتل دکھائی اور شہادت جلی اسکا نام ہی کہ آدمی راہ خدا مین مارا جاوے اور بال وسکا لوٹا جاوے اور لاشین میدان مین پڑی رہین اور اکثر اعزا و اقارب اپنی ساتھ شہید ہوجائین اور ننھی ننھی بچی داسے پانی کی تکلیف اوٹھائین عورتین قید مین گرفتار ہون سو یہہ سب باتین فرزند رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور مین آئین اور دنیا مین جسقدر مصیبتین حق تعالی نے پیدا کی تھین میدان کربلا مین وہ سب اوٹھائین کیا خوب کلام شاعر ہے

اللہ رے میدا جو کیا رنج و بلا کو
پر سب سے سوا حصہ ملا آل عبا کو

تقسیم ہوا سب وہ محبان خدا کو
تحریر کا فرمان ہوا کلک قضا کو

آغاز مصیبت تو لکھا نام نبی پر
اور خاتمہ بالخیر حسین ابن علی پر

محمد عربی پہ درود اور سلام
حسین ابن علی اور آل پہ تمام

حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت کا بیان

شہادت حسن مجتبی بیا بشنو ۔۔۔ شدہ است حشر بپا از حدیث ما بشنو

نخست یافت شہادت علی عالی قدر ۔۔۔ کنون شہادت آن شاہ دوسرا بشنو

برنگ نی من خونین جگر نوا دارم ۔۔۔ فغان و نالہ ازین درد آشنا بشنو

زرفتن حسن مجتبی ازین عالم ۔۔۔ بہ اہلبیت چہا رفت ماجرا بشنو

گذاشت صوفی و سلطان اوگدا پر ۔۔۔ تو ذکر شاہ بمحفل ازین گدا بشنو

روایت ہے کہ شہنشاہ زمن حضرت امام حسن علیہ السلام نے پیادہ پا پندرہ حج کیے ہر بار مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تک پیادہ پا آتے تھے اور آپکی گھوڑی کوتل آگے آگے چلی جاتی تھی اور دو بار تمام مال و اسباب گھر کا راہ خدا مین دیڈالا اور تین بار آدھا ادھا مال راہ خدا مین دیا یہانتک کہ ایک موزہ دیا اور ایک رکھا اور سبب آپکی وفات کا یہ ہوا کہ آپکی نکاح مین ایک عورت تھی جعدہ بنت اشعث نام یزید پلید نے اوس عورت کو پوشیدہ پیغام بھیجا کہ مین تجھپر مدت سے عاشق ہون اور اب تیری جدائی مین بہت بیقرار ہون اگر تو مجھسے نکاح کرے تو لاکھہ درم مہر کے ادا کرون اور علاوہ اسکے بہت سامال و اسباب دون بشرطیکہ تو راکب دوش رسول و راحت جان بتول سرور زمن حضرت امام حسن علیہ السلام کا زہر قاتل سے کام تمام کرے اوس عورت نابکار مردود بارگاہ پروردگار نے بطمع زر فاطمہ کے لخت جگر کو چھہ بار زہر دیا مگر آپکی کرامت سے اثر نکیا ساتوین مرتبہ اوس ستمگار نے فاطمہ کے لعل کا دل پارہای الماس سودہ سے پارہ پارہ کر ڈالا جسوقت

حضرت امام حسن کو اثر اوس زہر ہلاہل کا معلوم ہوا فوراً حضرت امام حسین علیہ السلام کو
اپنے پاس بلایا اور اپنی رحلت کا حال سنایا اور کہا کہ ای بہائی اب مجہکو تمہاری جدائی
اور تنہائی پر رونا آتا ہی یعنی رات کو مینے اپنے جد امجد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور
علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا کو خواب مین دیکہا ہی کہ بہشت مین مجہکو اپنی ساتہہ لئی ہوے
سیر کراتے ہین اور نانا جان مجہسے فرماتی ہین کہ ای حسن خوش ہو کہ تو نی دشمنون کے
ہاتہہ سی نجات پائی اور کل رات کو تو ہمارے پاس آویگا اور یہان بہشت مین آرام
پاویگا پس یہہ خواب دیکہکر تشنگی غالب ہوئی رات کو اس کوزہ مین سی پانی پیا کہ وہین پانی نے
میرا دل وجگر ٹکڑی ٹکڑی کر دیا ہی حضرت امام حسین نے چاہا کہ آپ بہی اوس کوزہ کا پانی پی کر
اور بہائی کے ساتہہ آپ بہی جان دین مگر فوراً حضرت امام حسن نے بہائی کی ہاتہہ سی کوزہ
چہین لیا اور زمین پر پہینکدیا جہان پانی گرا وہ زمین شق ہو گئی اوسوقت حضرت امام حسین
علیہ السلام کو یاس مطلق ہو گئی کہ ایکبار بہائی کا اس زہر سی بچنا محال ہے اور اوس خواب کی
تعبیر بہی کہ اب قریب زمانہ انتقال ہی **روایت ہے** کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے
بہائی سی پوچہا کہ ای بہائی کس نے تمکو زہر دیا حضرت امام حسن علیہ السلام نی فرمایا کہ کیا تم
اوسکو جان سے مارا چاہتے ہو اونہون نے جواب دیا کہ ہان آپنے فرمایا کہ اگر وہی میرا قاتل ہے جو
میری گمان مین ہے تو خداوند تعالی انتقام حقیقی ہی وہی قیامت کیدن بدلا لیگا اور اگر وہ قاتل
نہین ہے جسپر میرا گمان ہے تو مین یہہ نہین چاہتا کہ ایک بیگناہ کو میری واسطے قتل کرو **فرد**

واہ کیا حلم ہے اپنا تو جگر ٹکڑے ہو	پہر بہی اپنا ہی ستمگر کے روادار نہین

الغرض جس بام حضرت امام حسن علیہ السلام کی چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر ہوتا جاتا تھا اور ان
جگر لخت لخت کی قے کی راہ نکلتا جاتا تھا حضرت امام حسین بھائی کے واسطے روتی تھی اور شہزادی تھی اور اہل حرم

کہ ریخت پارۂ الماس ریزہ در قدحش	کہ زہر گشت ازان آب خوشگوار حسن
در اندرون صد و ہشتاد پارہ شد جگرش	ہمہ زراہ گلو ریخت در کنار حسن
لبش کہ مایۂ شیر پاک بود شد سیر زہر	فغان ز تلخی شہد شکر نثار حسن
بباغ عشرت پیغمبر از خزان ستم	بریخت لالہ و نسرین نو بہار حسن
جگر بسوخت شفق را چو لالہ ز آتش دل	ز حسرت جگر خستہ و فگار حسن

راوی لکھتا ہی کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام کو بیقراری اور اضطراری
حد سی زیادہ گذری اور رنگ رخسارۂ گلگون کا سبز ہونے لگا آپنے گھر والوں نے پوچھا کہ اب
تیری چہرہ کا رنگ کیسا ہی سب نے رو کر عرض کیا کہ پارہ الماس کی اثر سی زمردین ہوگیا
آپنے حضرت امام حسین علیہ السلام کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ ای بھائی حدیث معراج نبوی
ظاہر ہوئی یعنی جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج شریف ہوئی تھی اور بہشت
مین سیر کرنیکو تشریف لیگئے تھی تو دو قصر بہشت مین ملاحظہ فرمائی ایک زمرد سبز کا اور دوسرا
یاقوت سرخ کا رضوان سے پوچھا کہ یہہ دونوں قصر جواہرین کس کیلئے بنایا گیا ہی رضوان نے شرم سے
سر جھکا لیا اور کچھ جواب نہ دیا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
یہہ دونوں قصر جواہرین آپکے دونوں فرزندوں حضرت امام حسن علیہ السلام
اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی لئے ہین آپنے فرمایا کہ رنگ جدا جدا کس واسطے مقرر ہوا ہین

جبرئیل نی عرض کیا کہ یا رسول اللہ قصر زمردین بڑے صاحبزادے حضرت امام حسن علیہ السلام کیواسطے اسلئے تجویز ہوا کہ لوگ بعد آپکے اونکو زہر دینگے اور وقت رحلت اونکی چہرہ مبارک کا رنگ زمردین ہو جائیگا اور چہوٹے صاحبزادے حضرت امام حسین علیہ السلام کو دغا سی میدان کربلا مین بلائینگے اور تیغ جفا سی شہید کرکے اونکو خون مین نہلائینگے سو بہائی اب سبز ہوجانا رنگ چہرہ کا دلیل رحلت ہی اور یہی ہنگام وقت مفارقت ہے حضرت امام حسین علیہ السلام کو یہ حال سنکر ضبط گریہ نہو سکا بی اختیار رونے لگی اونکی روتے ہی جسقدر لوگ گہر مین بیٹہی تہی سب رو اوٹہی الغرض اونتیسوین تاریخ صفر کی رات کو آپکا حال متغیر ہوا حضرت زینب اور کلثوم اور فرزندان مغموم اور سب گہر کے لوگ اوسوقت بیقرار اور رنج والم سی اشکبار تہی آدہی رات کیوقت حضرت امام حسن علیہ السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام سی فرمایا کہ ای بہائی مینی بہنون اور فرزندون اور گہر کے سب خورد وکلان کو تمہارے سپرد کیا اور تمکو خدا کو سونپا یہہ کہا اور کلمہ شہادت زبان پر جاری ہوا ایکبیک اس سرا فانی سے طرف عالم جاودانی کے رحلت فرمائی قالو انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اب حضرت امام حسین علیہ السلام کی بیکسی اور تنہائی کیونکر بیان کیجاوے کہ دل وجگر شق ہوا جاتا ہے اور خیال کرنے سے رونا آتا ہے بار بار بہائی کی نعش کے پاس آتے اور کمال بیقراری سی فرماتی تہی

للمولفہ

آپنے نوش کیا زہر ہلاہل بہائی	اسکے صدمہ کو تو جانی ہی مرا دل بہائی
خود تو جنت کو گئے اور ہمین تنہا چہوڑا	آپکے ہجر مین جینا ہوا مشکل بہائی

کچھ تو بتلاؤ رہ ملک عدم کی خوبی	قطع کرنی ہے ہمیں بھی یہی منزل بھائی
زہر کس نے دیا اور کس نے کیا کام تمام	کونسا آپ کا پیدا ہوا قاتل بھائی
کل جیسا ترا یاد جو کرتا ہوں ذرا	رونا آتا ہے مجھے شکل عنادل بھائی
یک بیک چھوڑ دیا ہم جگر افگاروں کو	دور کی راہ چلے خوب یہہ منزل بھائی
وہ بیمار ہم جبکہ تصور ترا آتا ہے مجھے	مضطرب ہوتا ہوں میں صورت بسمل بھائی
مجھ غمزدہ پر درود اور سلام	حسین ابن علے اور آل پر ہو تمام

حضرت امام حسین علیہ السلام کا مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ میں آنا اور حضرت مسلم کا کوفہ کو روانہ ہونا

اب یہاں سے ماجرا ہوش ربا اور واقعہ جگر گداز قیامت نما یعنی احوال شہادت شہنشاہ کربلا بیان ہوتا ہے کہ جسکو سنکر رونگٹا آدمی کے بدن کا روتا ہے روایت ہے کہ جب یزید پلید بعد وفات اپنے باپ کے بادشاہ ہوا اور تخت سلطنت پر بیٹھا اوسنے ہر شہر اور اقلیم میں اپنی بیعت کیواسطے نامے لکھے اور ایک نامہ ولید حاکم مدینہ کو اس مضمون سے لکھا کہ خلیفہ روی زمین یعنی معاویہ نے اس عالم فانی کو چھوڑا اور بجای اوسکے میں حاکم مقرر ہوا پس حسین ابن علی علیہ السلام اور عبد اللہ ابن عمر و عبد الرحمن وغیرہ ہم سے میری طرف سے بیعت لینا اور اگر یہہ لوگ انکار کریں تو فوراً ان سبکے سر کاٹ کر میرے پاس بھیجدینا اوس زمانہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام اکثر اوقات رسول مقبول کے روضہ پر نور پر جاکر تمام رات عبادت الہی میں بسر کیا کرتے تھے جب یہہ نامہ ولید بن عقبہ حاکم مدینہ کے پاس پہونچا اوسنے حضرت امام علیہ السلام کو بلایا فرزند رسول مقبول نے

یزید کی بیعت سی انکار کیا اسواسطے کہ یزید فاسق و فاجر اور ستمگار تہا اور بدستور قدیم
روضۂ جد بزرگوار پر جاکر حاضر ہوے وہان رات کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو
خواب مین دیکہا کہ فرزند کا سر زانو پر رکہکر بدیدۂ تر فرماتی ہین کہ ای نور العین دشمن
تیری ایذ رسانی پر آمادہ ہین اور عنقریب تو میدان کربلا مین بے یار و یاور اپنا
گلا کٹائیگا اور ظالمون کے ہاتہہ سی شہید ہوجائیگا فرزند میرے یہہ لوگ قیامت کے
دن میری شفاعت سی محروم رہین گے مان باپ تیری منتظر اور بہشت تیرے
واسطے آراستہ ہو رہی ہین جسوقت امام علیہ السلام نی یہہ خواب دیکہا رضای خالق
پر دل کو مضبوط کیا اور شوق شہادت دلمین پیدا ہوا پہر تو یکبارگی چوتہی تاریخ شعبان
کی مدینۂ منورہ سی مکہ معظمہ کی طیاری کردی پہلے مادر و پدر کی روضۂ منورہ پر جاکر
کلمات رخصت کی فرمانی لگے پہر رسول مقبول کی روضۂ پر نور پر آئی اور کلمات رخصت زبان پر
لائی بعد اوسکی سب مدینہ والونسی رخصت ہوے سبکو آپکی مفارقت کا رنج تہا خصوصاً ام سلمہ کو
بڑا الم تہا اور وقت طیاری سبکی زبان پر یہہ جاری تہا

کردۂ عزم سفر حفظ خدا یار تو باد	فضل حق از ہمہ آفات نگہدار تو باد

الغرض سبکو نالان اور گریان چہوڑکر مکہ معظمہ مین تشریف لائے جب یہہ خبر کوفہ
والون کو پہونچی کوفیون نے باہم اتفاق کرکے آپکو لکہا کہ ہم مدد کیواسطے جان و دل سے
حاضر ہین اور حضور کی زیارت کو ایک مدت سی مشتاق ہین جبکہ ایک سو پچاس خط اون
لوگون نے بہجوائی اور اکثر ایلچی بہی آئے تب آپنے اپنی طرفسی پہلے مسلم بن عقیل اپنے چچازاد بہائی کو روانہ

فرمایا تاکہ اون لوگون کی وفاداری اور دوستداری ملاحظہ فرمائین اور کیفیت وہان کے
لوگونکی مفصل لکھکر بھیجوائین الغرض حضرت مسلم کوفہ مین پہونچی تو مختار بن عبید کے گھر مین
اوتری اور بارہ ہزار آدمیون سے زیادہ نے حضرت مسلم کی ہاتھہ پر بیعت کی اور ظاہر مین سب نے
اون کیساتھہ محبت کی جبکہ تیس ہزار آدمیون کے قریب حضرت مسلم کی رفاقت مین جمع ہوے
اوسوقت حضرت مسلم نے سارا حال لوگون کا لکھکر امام علیہ السلام کی حضور مین روانہ کیا اور
لکھا کہ لوگ یہان میری آنی سے بہت خورسند ہوے اور آپ کی دیدار کی بہت آرزومند ہین اور
ہر ایک شخص آپکی زیارت کی تمنا رکھتا ہی جب یہہ نامہ حضرت مسلم کا امام علیہ السلام کی پاس آیا آپ نے
بلاخوف و خطر اودھر تو ارادہ کوچ کا فرمایا اودہر قضا و قدر نی کچھہ اور ہی ماجرا دکھایا یعنی حضرت
مسلم اور اون کی دونون اطفال خوردسال کو کوفیون نی شہید کر ڈالا جواب

محمدِ عربی پر درود اور سلام | حسین ابن علی اور آل پر ہو تمام

حضرت مسلم اور اونکے فرزندونکی شہادت

جب یہہ خبر یزید پلید کو پہونچی کہ حضرت مسلم بن عقیل امام علیہ السلام کیطرف سے کوفہ مین تشریف
لائی ہین اور ایک گروہ کثیر نی اون کی ہاتھہ پر بیعت کی ہی یزید پلید اس خبر کو سنکر بہت آزردہ
ہوا اور نعمان بن بشیر کو معزول کر کے بجای اوسکی عبید اللہ بن زیاد حاکم بصری کو مقرر کر کے
کوفہ کی طرف روانہ کیا اور لکھہ بھیجا کہ بہت جلد مسلم بن عقیل اور اون کی یارون اور
مددگارون کو بتیغ شہادت پلانا اور سب کوفہ والون کو میری غضب سی ڈرانا چنانچہ
عبید اللہ بن زیاد کوفہ مین آیا اور لوگون کو بہت دہمکایا اور حضرت مسلم کی جماعت کو پریشان

روایت ہی کہ جب حضرت مسلم نی کوفہ کی مسجد مین نیت نماز مغرب کی
باندہی تو آپ کی ساتہہ پانسو آدمی تہی اور جب سلام پہیرا تو ایک کو بہی نپایا القصہ حضرت مسلم
تن تنہا رہ گئی نہ کوئی مونس نہ غمخوار کوفیون کی بیوفائی سے لاچار جسطرف کو جاتی راہ نپاتی
اور ابن زیاد بد نہاد کیطرف سے کوچہ بندی ہوتی جاتی تہی حضرت مسلم جدہر دیکہتی تہی قضا سامنے
نظر آتی تہی آخر کار ایک عورت پیرزال طوعہ نام کا دروازہ آپکو نظر آیا اوس کی پاس
تشریف لیگئی اور پانی طلب کیا اوس نی پانی پلا دیا اور آپ کا نام اور حسب و نسب دریافت کیا
آپنی فرمایا کہ مین ایک شخص گرفتار رنج و محن غریب الوطن خاندان نبوت سی ہون
مسلم بن عقیل نام ہی امام حسین علیہ السلام کا بہائی ہون اگر مجہکو اپنی گہر مین اس رات
ٹہرا دیگی تو خداوند تعالی تجہکو بہشت عطا فرماوی گا اور اجر عظیم پاویگی اوس
عورت فرخندہ خصال نی یہہ حال سنکر آپکی تعظیم کی اور ٹہرا

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست — کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

شام کو اوس عورت کا بیٹا تیرہ دل گہر مین آیا اور مان کو ایک مہمان عظیم الشان کی خدمت
مین مصروف دیکہکر حال دریافت کیا اوسنے کہا مسلم بن عقیل نی مجہسی پناہ چاہی ہی اور
ابن زیاد بد نہاد کی فوج اونکی تلاش مین ہی سو مینی اپنی سعادت سمجہکر پناہ دی اور گہر مین
اوتارا تاکہ اس مہمان کی طفیل خدای کریم میرے تئین اجر عظیم عطا فرماوی وہ کم بخت یہہ
حال سنکر سو رہا اور صبح کو جاکر محمد بن اشعث سی خبر کی اوس نی ابن زیاد کی دربار مین
جا کر کہا کہ مسلم بن عقیل طوعہ کی گہر مین پوشیدہ ہین الغرض ابن زیاد بد نہاد نی لشکر

حکم سے تین سو سوار اور ایک اور سلی ناتب کو لیکر محمد بن اشعث طوعہ کے مکان پر آیا اور
ساری مکان کا محاصرہ کیا حضرت مسلم نے جب یہہ حال ملاحظہ فرمایا مصلی پر سے اوٹھے اور سلاح
بدن مبارک پر آراستہ کرکے تلوار میان سے باہر نکالی اور رگ ہاشمی جوش میں آئی اور مانند
شیر ژیان دروازہ سے باہر آکر گروہ روباہ خصال پر حملہ کیا اور ایک ہی حملہ میں بہت لوگونکو
جہنم کو بہادیا حضرت جسطرف کو تلوار پکڑ کر حملہ کرتے تھے دس پانچ شقی برابر مرتے تھے اور کسی کو آپ پر
حملہ کرنیکی مجال نہ تھی الغرض وہ بیدین دور سے تیر چلاتے تھے اور در و بام پر سے پتھر پکرا ندا پہونچاتے
تھے کہ ناگہان ایک پتھر آپ کی پیشانی نورانی پر ایسا لگا کہ تمام کپڑے خون میں تر بتر
ہوگئے اوسوقت آپ نے مدینہ کیطرف سونہہ کرکے فرمانے لگے کہ ای حسین ابن علی کچھہ تمکو
مسلم خستہ جگر کی بھی خبر ہے کہ اوسپر کیا گذری افسوس ہے انکو فیوں نے یہہ حال کیا مگر آپ کا
خیال ہے اب کون قاصد ہے جو آپ کو یہاں آنے سے روکے افسوس آپکو میرا حال کون کہا
اور میری خبر شہادت آپ تک کون پہونچادے بیت نہ قاصدے نہ پیغام نہ مرغ نامہ بر
کسی بیکسی کی تھی بیدرد خبر کبھی باد شمال کو قاصد بناتے اور کبھی باد صبا سے یہہ فرماتے

صبا بگلشن احباب من اگر گذری ۔۔۔ اذا لقیت حبیبی فقل لہ خبری

الغرض پھر تو گروہ اشقیا نے حضرت مسلم کو زخموں سے چور چور کر ڈالا یہانتک کہ طاقت حملہ کرنیکی
باقی نہ رہی آپنے اپنی پیٹھ دیوار سے تکیہ لگایا اور قبلہ رو ہو بیٹھے کہ اوسی حالت میں ایک
شقی نے آپ کے چہرہ نورانی پر ایسی تلوار ماری کہ لب مبارک اوپر کا کٹ گیا آپنے
اوسی حالت میں اپنی تیغ بیدریغ سے اوسکو جہنم پہونچایا پھر تو حضرت محل کی چاند پر

ظلم کی گھٹا چھائی اور چارون طرف سی نیزہ اور شمشیر کا مینہ برسنا شروع ہو گیا جبکہ
حضرت مسلم نیم جان ہو گئی اور دم واپسین باقی رہا اوسوقت اشقیا آپکو اوٹھا کر ابن زیاد بدنہاد
کے پاس لائے اوس بدبخت نی تیسری تاریخ ذیحجہ کو سر مبارک تن سی جدا کیا اور یزید پلید کے
پاس شہر دمشق مین بھجوا دیا اور بالی کو سولی پر چڑھایا قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون ؁
اب اوس غربت اور تنہائی مین تن بی سر کی کون تجہیز و تکفین عمل مین لائے اور کون حضرت
امام علیہ السلام کو خبر شہادت پہونچائی اور شہر کوفہ مین کون آپ کی غم مین آنسو بہائے
الغرض خود تنہائی اور بیکسی آپ کی نعش پہ روتی تہی اور بزبان حال یون کہتی تہی مصرعہ

ہای مسلم یہہ جوانی تیری	قدر لوگون نی نجانی تیری
شہر کوفہ مین نہین کوئی تیرا	موت اسطرح سختی آئی تیری
تو تو تہا مالک کوثر شاہا	تہری تشنہ دہانی تیری
تو نہین اور رہا ہے باقی	خلق و عالم مین کہانی تیری
تو تو دنیا سی گیا سوی جنان	دونون لڑکے ہین نشانی تیری

حضرت مسلم کی فرزندون کی شہادت کا بیان

جبکہ حضرت مسلم نی شہادت پائی اوسکے بعد ابن زیاد ملعون نی تمام شہر کوفہ مین منادی
کرائی کہ سنی سنا ہی کہ مسلم کی دو پسر صغیر اس شہر مین روپوش ہین جو کوئی اون کا
سر کاٹ لاویگا وہ بہت انعام پاویگا اور جسکے گہر مین وہ روپوش ہونگے اوسکا گہر
لوٹا جائیگا اور وہ شخص جان سے مارا جائیگا پس اس منادی کو سنکر تمام شہر مین تلاش

ہونی لگی دونوں صاحبزادی دوستدار اہلبیت قاضی شریح کی گھر مین پوشیدہ رہی
قاضی نے دونوں یتیمون کو اپنی سامنی بلایا اور اونکو دیکہکر قاضی اپنی آنکہوںمین پانی بہر لایا
محمد اور ابراہیم دونوں صاحبزادون نے جو قاضی شریح کو روتا پایا بہت غمگین ہوئے اور
دونونکا سبب پوچھا اوسنے حضرت مسلم کی شہادت کا حال بیان کیا یہہ سنکر دونوں آستین
دست و بغل ہوکر رونی لگی بعد اوسکی قاضی شریح نے حال منادی کا سنایا اور کہا ای فرزندان
یتیم مصلحت یہہ ہی کہ مین تمکو ایک قافلہ کی ساتھہ مدینہ کو پہونچا دون کا جب شام ہوئی
قاضی نے اپنی لڑکے کو ساتھہ کر کی کہا کہ دروازۂ عراقین سے ایک قافلہ مدینہ طیبہ کو
جاتا ہی وہان جاکر کسی مرد صالح اور نیکبخت کی سپرد دونوں شہزادون کو شہوادی
کر دینا پسر قاضی سید نام دونوں کو ہمراہ لیکر مقام پر آیا کہا کہان قافلہ کوچ کر گیا تہا
اور گرد قافلہ سامنی سی معلوم ہوتی تہی پسر قاضی نے کہا دوڑو اور جلد جاکر قافلہ سی
مل جاو یہہ تو راہ بتلا کر ادہر آیا اودہر قضا و قدرنی یہہ ماجرا دکہایا کہ رات کا
وقت تہا دونوں یتیم راہ بہول گئی قضارا ابن زیاد بدنہاد کی پیادی دونوں شہزادون
کو پکڑ کی کوتوال شہر کی پاس لائی کوتوال نے ابن زیاد بدنہاد کو خبر کی اوسنے دونوں کو
قیدخانہ مین بہیجدیا اور اونکی مظلومی اور بیکسی پر رحم نکہا داروغہ قیدخانہ کا ایک مرد
مسلمان پرہیزگار مشکور نام محب و دوستدار اہلبیت اطہار تہا دونوں کو گلی سے لگاکر
بہت رویا اور دلاسا اور دلبری دیکر وہان بٹہایا جب رات ہوئی اپنی ہمراہ لیکر
دونوں شہزادون کو مقام قادسیہ پر لایا اور اپنا انگوٹہی بطور نشانی کے دیکر

تھا کہ مقام قادسیہ مین پہونچکر میری بھائی کو تلاش کرنا وہ تمکو مدینہ طیبہ تک بلا خوف و خطر
پہونچا دیگا یہہ دونون شکور سی رخصت ہو کر بیچاری مصیبت کے ماری قضا سر پر سوار
خود بیا دیکھی چلے جاتی تھی مگر از اثرہ قضا و قدر سی آدمی کب پاؤن باہر رکہہ سکتا ہی
دونون مسافر ملک عدم تمام رات چلی اور جب صبح ہوئی تو اپنی تئین اوسی مقام پر پایا
کہ جہان شکور نی پہونچایا تھا پہر تو خوف کی ماری ایک پرانی درخت کی بیچ مین جو
اندر سی خالی تھا چھپ رہی اور حضرت زکریا کیطرح رضا و تسلیم پر راضی ہی جبکہ روز روشن
ہوا ایک لونڈی آفتابہ لیکر اوس درخت کی قریب جو چشمہ تھا وہان آئی اور ان دونون
نونہالان باغ نبوت کو دیکھکر پوچھا کہ تم کون ہو دونون یتیمون نی رونا شروع کیا اور آہ دل
دردمند سنکر اپنا حال تمام بیان کر دیا وہ لونڈی حضرت مسلم کا نام سنکر مضطر اپنی بی بی
کی پاس آئی اور سارا ماجرا بیان کیا بی بی اوسکی اہلبیت اطہار کی نام پر فدا تھی کہا
جلد جا اور فوراً اون دونون یتیمون کو اپنی ساتھ لا لونڈی آئی اور بہت دلاسا دیکر
دونون کو ساتھ لائی اوسکی بی بی نے اسی خوشی مین اوس لونڈی کو تو آزاد کیا اور
خود دونون شاہزادون کی خدمتگذاری مین مصروف ہوئی اور مادر مہربان کیطرح
کہتی تھی ای بیکسان مظلوم و ای فرزندان معصوم مین تمہاری واسطی جان تک دریغ نکرونگی
اپنی ہاتھ سی کہانا پکا کر کہلایا اور ایک مکان علیحدہ مین دونون مظلومون کو سلایا رات
کو اوس عورت کا شوہر جو مسلم کی فرزندون کی تلاش مین تھا گھر مین آیا اور کہانا زہر مار
کرکے سر شام سی سو رہا جبکہ آدہی رات کی قریب گذر گئی تو بڑے بہائی نے چہوٹے

بہائی کو جگایا اور کہا ای بہائی اب وقت سونیکا نہین ہی بلکہ مقام بیداری ہی ابہی
اپنی حضرت احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکہا ہی کہ آپ روضہ
بہشت مین حضرت علی مرتضی اور فاطمہ زہرا کی ساتہہ بیٹہے ہین اور ہمارا باپ بہی
وہان موجود ہی اور ہم دونون بہائی بہی وہان حاضر ہین جسوقت جناب رسول مقبول
کی نظر ہم دونون پر پڑی آپنے ہماری باپ سی فرمایا کہ ای مسلم تم خود چلی آئی اور
اون دونون کو ظالمون مین چہوڑا حضرت مسلم نی عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ دونون
بہی میری پیچہی آتی ہین بلکہ کل تک حاضر ہونگی پس ای بہائی اسوقت یقین کامل ہوا کہ
ہم دونون بہائی بہی تن تنہا باپ کیطرح شربت شہادت نوش کرکے جنت کو سدہارینگے
اور ہمکو بہی اشقیا گردن مارینگے یہہ کہکر دونون بہائی ایک دوسرے کی گلی مین ہاتہہ
ڈالکر ایسی چلائے اور ایسی آواز درد ناک سے روئی کہ حارث کمبخت کی آنکہہ کہل گئی عورت سے
پوچہا کہ آج گہر مین کون ہی عورت اوسکی جاگنے سے ڈر گئی اور کچہہ جواب نہ دیا اوس نے دل
خود اوٹہکر چراغ جلایا اور جہان یہہ دونون یتیم رو رہی تہی وہان آیا دیکہا کہ دونون دست در بغل
ہوکر رو رہی ہین پوچہا تم کون ہو وہ اوس گہر کو جای پناہ سمجہے ہوئی تہے بولی کہ ہم فرزندان
مسلم مظلوم ہین باپ کی جدائی کی سبب بہت مغموم ہین یہہ سنکر حارث بدبخت نے کہا

آب در کوزہ و ما تشنہ لبان میگردیم		یار در خانہ و ما گرد جہان میگردیم

پس دونون کی گیسو یعنی جنکی خوشبو سی ختا و ختن معطر تہی پکڑے اور طرح
طرح کی ایذا پہونچاتا ہوا گہر سی باہر لایا چنانچہ حال اون کی شہادت کا اس نظم سی

پیدا اور اون کا درد و غم ہر ایک شعر سے ہویدا ہے مولف

پکڑ کے لایا جو مسلم کی وہ پسر دونون
تو اون کی حال پہ روئے شجر حجر دونون

کہا یہہ بی بی نے اوسکی کہ کیا یہہ کرتا ہے
یہہ بے وطن ہین غریب اور ہین بے پدر دونون

نہ سر پہ باپ کا سایہ نہ مان یہان انکی
نہ کیجیو قتل کہ ہین بیدل و جگر دونون

نہ پہول دولت دنیا پہ چہوڑ دی ان کو
نہال گلشن ہستی کی ہین ثمر دونون

ذرا تو چہرہ کو دیکہہ ان کے کیا ہے نورانی
خجل ہین جن سے کہ خورشید اور قمر دونون

خدا کے واسطے کر رحم ان کے حال پہ تو
کہ اپنے حال پہ جو رہین یہہ نوحہ گر دونون

کہا یہہ بی بی سے اوس نے کہ مین نہ چہوڑون گا
مجہے دلائین گی حاکم سے سیم و زر دونون

تجہے خبر نہین کم بخت مینے حاکم سے
کیا ہے وعدہ کہ لاونگا اونکے سر دونون

ن

پکڑ کے بال گہسیٹا جو اون غریبون کو
تو بولے ہوکے پریشان وہ پسر دونون

کہ اے شقی یہہ ستم ہم پہ کیون ہے اے تجہے
کہ ہم غریب ہین کوئی ہین بے پدر دونون

غرض نہ اوس نے سنی اونکی نالہ و فریاد
اگرچہ پاون پہ رکہتے تہے اپنے سر دونون

لب فرات جو دونون کو لایا وہ ناری
تو اشک آنکہون مین دیکہہ اوسکو لائے بہر دونون

کمر مین جو ہاکی جو لی اوس نے ہاتہ مین تلوار
جہکا لئے خوف سے دونون نے اپنے سر دونون

جو آب تیغ کو دیکہا تو خوف کے مارے
برنگ موج لپٹتے تہے ہم دگر دونون

لگائی تیغ جو دندان و لب پہ ظالم نے
تو خون مین ڈوب گئے لعل اور گہر دونون

برنگ ماہی بے آب تہی کنارہ پہ
کہ ایک غرق نہ دریا مین ہو مگر دونون

شقی نی دونون کی سر تیغ تیز سی کاٹے | وہ ایک گہاٹ سی اوتری بچشم تر دونون
جو نعش ہائی اون ہنکی تو ہوکی وقت قتل | عدم کی راہ چلی صورت گہر دونون
لیا فرات نی دونون کو ہول کر آغوش | کہ بحر حسن و لطافت کی تہی گہر دونون
حباب وار وہ پانی پہ جا لگی تہی جب دم | تو اون کی حال پہ روتی تہی بحر دیدہ دونون
تری کی راہ چلی جب وہ خشک لب ہوکی | تو پہونچی باپ کی نزدیک بی خطر دونون

حضرت امام حسین علیہ السلام کا مکہ معظمہ سی کوفہ کی طرف کوچ فرمانا اور چلتی چلاتی کربلا مین آنا

راوی لکہتا ہی کہ جس روز وہان کوفہ مین حضرت مسلم نی شربت شہادت نوش فرمایا اوسی روز یہان فرزند ساقی کوثر یعنی امام علیہ السلام نی ارادہ سفر کوفہ کا ٹہرایا پس منع کیا عبد اللہ ابن عباس اور عبد اللہ ابن عمر اور جابر اور ابو سعید خدری اور ابو واقد لیثی نی آپ کو اس سفر سی اور اکثر عزیزون اور اقرباؤن کو کمال فکر ہوئی اور حضرت عبد اللہ ابن عباس نی بہت اصرار کیا اور کہا ای نور دیدہ بتول و ای لخت جگر رسول حال اہل کوفہ کی بیوفائی اور کج ادائی کا حضرت علی علیہ السلام کی وقت سی جناب آپکو اچہی طرح معلوم ہی آپ نی فرمایا کہ قریب ڈیڑہ سو خط کی میری پاس اون لوگون کی آئی اور علاوہ اون کی میری بہائی مسلم بن عقیل نی بہی لکہا ہی اور وہ لوگ بلاتی ہین

رشد و ہدایت کی طالب ہین کسطرح بہجاؤن اور کیونکر امر ہدایت عمل مین نہ لاؤن
پس جناب حضرت امام حسین علیہ السلام نی اون کی منع کرنیکو نہ مانا اور فرمایا کہ مینی اپنے باپ
علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سی سنا ہی کہ وہ فرماتی تہی کہ رسول مقبول نی ارشاد فرمایا ہی
کہ ایک مینڈہی کی سبب سے کعبہ کی بیحرمتی ہوگی سو ایسا نہو کہ وہ مینڈہا مین ہون اور
میری سبب سے کعبہ کی بیحرمتی ہو الغرض امام علیہ السلام نی تیسری تاریخ ذیحجہ روز سہ شنبہ کو
مع عیال و اطفال کی مکہ معظمہ سی کوچ کیا اور حضرت فاطمہ صغرا کو بسبب بیماری کے
ساتہہ نہ لیا تمام یارا ور اصحاب کبار زار زار روتی تہی اور کہتی تہی **بیت**
بسفر رفتنت مبارک باد ۔ بسلامت روی و باز آئی **روایت** ہی کہ آپکے
ساتہہ کل بیاسی آدمی تہی کہ وہ سب آپکے عزیز و اقارب اور گہر والے تہی آپ منزل
بمنزل طی کرتی ہوئی چلی جاتی تہی کہ راہ مین حضرت مسلم اور اون کے فرزندون کی
شہادت کی خبر سنی پس کوفیون کی بیوفائی سنکر آپنے پلٹنے کا ارادہ فرمایا او سوقت
حضرت مسلم کے بہائی اور فرزندون نے اصرار کیا اور کہا بعد مسلم کی اب ہمکو زندگی اچہی نہین
معلوم ہوتی بلکہ کوفیون سی مسلم کی خون کا بدلا لینگے یا خود بہی شہید ہو جاوینگے
حضرت امام علیہ السلام نی فرمایا لَا خَیْرَ فِی الْحَیَاتِ بَعْدَکُمْ یعنی بعد تمہاری زندگی
کچہہ خوبی نہین یہہ فرمایا اور سیدہی عراق کیطرف روانہ ہوئی راوی لکہتا ہی کہ
راہ مین حضرت امام علیہ السلام کو فرزدق شاعر ملا اوس نی آپکے دست مبارک کو
بوسہ دیا آپنے پوچہا کہ کوفیون کی کیا کیفیت ہی اوس نی عرض کیا کہ دل اونکے

آپ کے ساتھ ہین اور اون کی تلوارین بنی امیہ کی ساتھ ہین اور اللہ جو چاہے سو
کری اوسکی تقدیر سی چارہ نہین آپنے فرمایا سچ ہی حرف تقدیر مٹ نہین سکتا
جبکہ کوفہ دو منزل رہ گیا حر بن ریاحی مع ایک ہزار سوار کے آملا اور ابن زیاد بدنہاد
کی حکم سی اگاہ کیا اور عرض کیا مجھکو حکم ہی کہ جہان امام علیہ السلام ملین اونکو گرفتار
کر لینا ایسا نہو کہ اور کسیطرف چلی جائین آپ نے فرمایا کہ اہل کوفہ کے اکثر خطوط
میری پاس موجود ہین اگر تم لوگ اپنے اقرار اور قول پر قائم رہو تو مین چلون ورنہ
پلٹ جاؤن حر نی جواب دیا کہ مجھکو واللہ اس حال کی خبر نہین اور نہ مین آپ کو
چہوڑ سکتا ہون الغرض حر نی آپ کو روکا اور آپ بحکم قضا و قدر حر بن ریاحی
کی ساتھ ہوئی یہان تک کہ حر آپ کو میدان کربلا مین لایا پس امام علیہ السلام بمشیت
الہی دوسری محرم کو میدان کربلا مین آئے اور وہان کی اوداسی در جنگل بیابان کی
وحشت دیکھکر اوس زمین کا نام پوچہا لوگون نی عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ اس
زمین کو کربلا کہتی ہین آپ نے فرمایا کہ میدان کرب و بلا یہی ہی یہہ کہا اور فرمایا

گر نام این زمین بہ یقین کربلا بود		اینجا نصیب ما ہمہ کرب و بلا بود

ترجمہ طبری وغیرہ مین لکھا ہی کہ جب امام علیہ السلام میدان کربلا مین پہونچی حر نے
بطریق خیر خواہی عرض کیا کہ ابن زیاد بدنہاد کی فوجین برابر پہونچی جاتی ہین آپ
کوچ کر کی شتاب اور کہین تشریف لیجائیے چنانچہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے وہان سے
کوچ کر کی تمام رات قطع مسافت کی صبح کو جو دریافت فرمایا تو وہی زمین کربلا کی موجود تھی

اور بعض روایتوں مین ہی کہ اسیطرح سات بار اتفاق ہوا آخر کو پہر تو یہہ نوبت پہونچی
کہ اونٹون کو مارلیتے اور وہ اپنی جگہہ سی قدم نہ بڑہاتی تہی اور جہان میخ گارہتی تہے
یا درخت سی لکڑی توڑتی تہی وہان سی خون کا فوارہ جاری ہوتا تہا آخر کو حضرت امام
علیہ السلام نی راضی برضائے الہی ہوکر فرمایا کہ جگہہ وعدہ کی اور ہمارا مقتل یہی ہی غرض
اور نشتی نہیں یہچین کا دلمین خیال آیا اور آپ نے سب کیطرف دیکھکر فرمایا **غزل** مولف

ہی مقام اپنی یہی اب نہین منزل باقی	پوری یان ہوگی جو ہوگی ہوس دل باقی
اس زمین سی نہین جاویگا حسین ابن علی	کہولڈالین جو رہی ہو کوئی محمل باقی
سب میرے سامنے اس دشت مین ہوونگے شہید	مین ہون رونے کے لئے لیکے جگر و دل باقی
بعد میرے نہین رہنے کا کوئی رونے کو	ہان رہین گے فقط ایک عابد بیدل باقی
تیغ دشمن سی کٹین گی میرے عقدے لاکہون	اب نہین رہنی کی کوئی میری مشکل باقی
مین ہون گلزار جہان کی لئے مانند بہار	میری دم تک ہی یہہ سب شور عنادل باقی
ہوگئی رقتل حسین ابن علی ای **صوفی**	شمع خاموش ہوئی اور ہے محفل باقی

پس امام حسین علیہ السلام کی پہر اپہون نی اوسی جگہہ خیمہ اہلبیت اطہار کا ریگستان مین
ایستادہ کیا اور تمام اسباب ان کہول دیا **روایت ہے** کہ جب امام علیہ السلام
کربلا مین پہونچی تو وہان کی گرد و غبار اور بہائی کی پریشانی اور بی سر و سامانی کو
دیکہکر حضرت ام کلثوم نی پوچہا کہ ای بہائی یہان میری دل کو کمال بیقراری اور
اضطراری ہی اور جب آپ کے گیسوی معنبر غبار آلودہ دیکہتی ہون اور بہی زیادہ پریشان

ہوتی ہوں یہاں سے جلدی کوچ فرمائیے اور ہمکو کسی اور طرف پہونچا دیجئے آپنے حضرت
ام کلثوم کو کلمات صبر و رضا کی تلقین فرمائے روایت ہے کہ ابن زیاد بدنہاد
نے کربلا میں ایک خط حضرت امام حسین علیہ السلام کی پاس اس مضمون کا بھیجا کہ یا تو
یزید سے بیعت کیجئے یا آمادہ جنگ و جدال ہوجئے جبکہ امام علیہ السلام نے یہہ خط پڑہا زمین پر
پہینک دیا اور ایلچی سے فرمایا کہ میری پاس اسکا کچھہ جواب نہیں ہے ایلچی ابن زیاد بدنہاد کی
پاس گیا وہ یہہ سنکر غضبناک ہوا اور فوج کو جمع کیا اور فوج کا سپہ سالار عمر ابن سعد کو
بنایا عمر ابن سعد نے امام علیہ السلام کی مقابلہ سے انکار کیا اوسوقت ابن زیاد بدنہاد نے
حکم دیا کہ یا تو امام علیہ السلام سے لڑنیکے واسطے جا یا حکومت ملک ری کی چہوڑ دے اوس
تیرہ رای نے ری کی حکومت اختیار کی اور بسبب طمع دنیا کی شہنشاہ دین کی مقابلہ کو
فوج کا سپہ سالار بنکر آیا اور ابن زیاد برابر لشکر جمع کرتا تہا اور عمر سعد کے پاس بہیجتا
جاتا تہا یہاں تک کہ جمع ہوئی بائیس ۲۲ ہزار سوار اور پیادے اور گہیر لیا نہر فرات کو تا
امام علیہ السلام کو ایک ایک قطرۂ آب سے ترسا دیں اور اہلبیت اطہار اور ذریت احمد مختار
مطلق پانی نہ پا دیں روایت ہے کہ ابن سعد مع لشکر ساتویں تاریخ محرم کو
کربلا میں پہونچا اور فرات کی کنارے اترا اور امام تشنہ کام کی لوگوں پر پانی بند کردیا ننہے
ننہے بچے پیاس کے مارے بیتاب ہوئی جاتی تہی اور مثل ماہی بے آب تڑپتے تہے اور پانی
میسر نہ آتا تہا اوسوقت بریر ابن حضیر ہمدانی رفیق امام تشنہ کام عمر بن سعد کے پاس
گئے اور سلام نکیا اوس نے کہا اے بریر تو نے اہل اسلام رسم اسلام اور سنت جناب خیر الانام

ہی تمہی کسواسطی ترک کیا کیا مجہکو مسلمان نسمجہا اونہون نی جواب دیا کہ وای آوپر اس

اسلام کی کہ فرات ایک دریا ہی کہ جس سی چرند اور پرند سب سیراب ہوتی ہین اور تم اہلبیت

اطہار اور ذریت احمد مختار کو ایک ایک قطرہ آب سی ترساتی ہو اور پہر اپنی تئین مسلمان

ٹہراتی ہو اوس نی جواب دیا کہ یہہ سچ ہی مگر حکومت ملک ری کی مجہسی نہین چہوڑی جاتی ہی

راوی لکہتا ہی کہ ساتوین تاریخ محرم تک اہلبیت اطہار نی ایک قطرہ پانی کا

نپایا اطفال شیرخوار مارے پیاس کی گودیون مین شل ماہی بی آب سسکتی اور پانی کا نام

زبان پر نہ لاسکتی تہی بعض سکتی کی عالم مین خاموش اور بعض شدت تشنگی سی بیہوش تہی

اون سب مین حضرت علی اصغر طفل شیرخوار شدت تشنگی سی بہت بیقرار تہی بیت

در زمین کربلا از بسکہ قحط آب بود	آب در چشم یتیمان گوہر نایاب بود

راوی لکہتا ہی کہ شدت تشنگی کی سبب زبان خلف ساقی کوثر کالک

بحر و بر کی سوکہہ کر کانٹا ہو گئی تہی اور اشارات سی گفتگو فرماتی تہی افسوس ہزار بار

افسوس نظم

افتاد رایت و صف پیکار کربلا	لب تشنہ کسید وادی خونخوار کربلا
پژمردہ غنچہ لب پیکونش از عطش	وز خونش آب خوردہ خس و خار کربلا
لخت جگر نوالہ طفلان بی پدر	وز آب دیدہ شربت بیمار کربلا
ماتم فگندہ رحل اقامت دمیکہ خاست	بانگ رحیل قافلہ سالار کربلا
گویم چہ بر گذشت شہیدان کہ دست چرخ	از خون نوشتہ بر در و دیوار کربلا

افسانہ کہ کس نتواند شنیدنش
یارب بہ اہلبیت چہ آمد ز دیدنش

امام تشنہ کام کا شیمہ دہوپ مین ایستادہ اعدا قتل کرنے پر آمادہ نہ کوئی مونس نہ دمگا
ندیار نہ غمخوار چنانچہ راوی لکہتا ہی کہ کربلا مین امام تشنہ کام تلاوت قرآن مجید مین
مصروف ہتی اور چشم مبارک سی بی اختیار آنسو جاری ہتی کسی شخص نے آپکو دیکہکر
آپکا حال پوچہا آپ نے فرمایا کہ مین ایک مسافر غریب الوطن مبتلای رنج و محن ہون
کوفیون نے خط لکہکر باصرار تمام مجہکو بلایا ہی اور آپ ہی بلا وجہ میری خون کے
پیاسی ہین حیران ہون کہ کیا کرون اور کیونکر ان کی ظلم سی نجات پاون **نظم**

کشتی شکستہ خوردہ طوفان کربلا | در خاک و خون فتادہ میدان کربلا
گر چشم روزگار بروفاش میگریست | خون میگذشت از سر ایوان کربلا
از آب ہم مضایقہ کردند کوفیان | خوش داشتند حرمت مہمان کربلا
بودند دیو و دد ہمہ سیراب و می مکید | خاتم ز قحط آب سلیمان کربلا

روایت ہی کہ جب اعدای بیدین نی فرزند ساقی کوثر کی اطفال خورد
سال اور رفقای فرخندہ خصال پر پانی بند کیا اور شدت تشنگی سی سبکو بات کرنیکی
طاقت نہ رہی اوسوقت امام تشنہ کام نی ابن سعد شقی کو یہ لکہا کہ تین کامون مین سی ایک
کام کر یا تو مجہکو چہوڑ دی کہ مکہ معظمہ کو چلا جاؤن یا اجازت دی کہ اپنی بال بچون کو
کسی شہر مین لیکر نکل جاؤن یا یزید کی پاس بہیجدی کہ وہ میری عنایت جو چاہی سو کری

چنانچہ ابن سعد نے یہہ حال ابن زیاد بد نہاد کو لکہا اوس مایۂ فساد نی کہلا بہیجا کہ اگر امام تشنہ کام بیعت قبول کرین تو بہتر ورنہ بہت جلد قتل کر ڈالنا کہ عنے تجہکو لڑائی کیواسطے بہیجا نہ صلح کرنیکو چنانچہ ابن سعد شقی نی کہلا بہیجا کہ یا تو آپ یزید کی بیعت کیجیے یا سامان جنگ درست فرمایئے یہہ جواب سنکر امام علیہ السلام کو یقین ہوا کہ یہہ لوگ میرے قتل پر آمادہ ہین اب اپنا سر ہی اور دشمن کا خنجر ظاہر مین تو آپ یہہ باتین اتمام حجت کیواسطے فرماتی تہی مگر باطن مین شوق شہادت دامنگیر حال تہا نہ جان جانیکی پروا نہ سر کٹنے کا خیال تہا بعد اسکے حضرت امام حسین علیہ السلام نی تمام رفقا اور اعزا کو طلب فرما کر کہا کہ ای لوگو مین آج تمکو بخوشی خاطر رخصت کرتا ہون اور اجازت دیتا ہون کہ تم مین ہی جسکا جہان جی چاہی بی تکلف چلا جا میری لئی اپنی جان نہ گنوا ئیے اور جو حق خدمتگذاری اور تابعداری کا تہا وہ تم سب لوگ بجا لائے میرا خالق اکبر تمسی راضی اور میرا جد پیغمبر تمسی رضامند اور میری مان فاطمہ اطہر تمسی خوشنود ہی آج مین پنجۂ ظلم مین اسیر ہون تم سب کو نہین چاہتا کہ میری ساتہہ اپنا گلا کٹاؤ اور اپنا حال زار مجہکو دکہاؤ یہہ سنکر تمام رفقا اور اعزا جو جان نثار اور عاشق زار تہی زار زار رونی لگی اور کہنی لگی کہ دین اور دنیا کی دولت اور آخرت کی نعمت تو حضرت کے قدمون کے تلے ہی ہم یہہ قدم چہوڑ کر کہان جائین گے اور بغیر آپکے کیا خاک زندگی کی حلاوت اوٹہائین گے

یہہ قدم چہوڑ کی افسوس کدہر جائین گے ہم	آپ سی پہلی تو اس دشت مین مر جائین گے ہم
روبرو آپکے ہر وقت رہین گی حاضر	دور آنکہون سی اگر شکل نظر جائین گے ہم

تشنہ لب پانی کو کوثر سے پئیں گے جاکر	شمع ساں بزم سے با دیدۂ تر جائیں گے ہم
ہم سبکسار ہیں اور خلد بریں ہے مسکن	بوے گل کیطرح دنیا سے گذر جائیں گے ہم
ایک شب کے لئے آئے ہیں بزنگ شبنم	صبح کو ساتھ اسی باد سحر جائیں گے ہم

حال شب شہادت

اب شب دہم کا حال پر ملال بیان کیا جاتا ہی کہ وہ رات جسکی صبح کو قیامت صغرا
قایم ہوگی کیسی رات تھی یعنی رات کی اوداسی دل یتیم سی سوا اور سیاہی اوسکی
بخت عاشق کیطرح ہویدا تھی آسمان رو رہا تھی یہہ کر خیال سحر سی لرزاں آفتاب
ماتمکدہ مغرب مین اشک ریزاں ماہ داغدار آسمان پر اس بات کا امیدوار کہ آفتاب
نہ نکلنے پاوی ستارے دست بدعا کہ سحر کی نوبت نہ آوی ایک ایک ستارہ دیدۂ
عاشق غمدیدہ کیطرح نمناک حور و ملائکہ آپسمین غمناک جنگل کی جانور بیخور و خواب
وحوش و طیور اپنی آشیانون مین بیتاب میدان کربلا مین ہوا کا سناٹا اور ہو کا عالم
طاری تھی بوتی دیدہ حسرت سی خونبار اور پیغمبر رسول مقبول مع گروہ انبیا دست بدعا
علی مرتضی مع صفوف اولیا عافیت خواہ سید الشہدا فاطمہ زہرا مع حوران خلد بریں
نذر فرزند پر آمادہ تا در ذبیح اللہ سی ستمقیم زیادہ - وہان تو یہہ حال یہان کا حال
سنئے جانیے کہ کربلا مین اہلبیت اطہار گرفتار پنجہ ظالمان خونخوار تین روز کی بھوکے
پیاسے اوس رات شام سی سجادہ عبادت پر نگونسار تھے شوق شہادت جو دامنگیر
حال تہا تو اپنی جینے سی بیزار تھی خصوصاً خامس آل عبا مسافر ملک وغا یعنی امام تشنہ کام

یاد الہی مین مشغول نہ اُنکو کچھ ضربت خنجر قاتل کا خیال شوق نظارہ تجلیات مین مغلوب
الحال اُسی عالم استغراق مین دیکھتی کیا ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مع گروہ
ملائکہ میدان کربلا مین تشریف لائی اور امام تشنہ کام کو اپنی سینہ سی لگا کر فرمایا اے
فرزند دلبند اعدا تیری قتل پر آمادہ ہین یہہ لوگ قیامت کی دن میری شفاعت سی محروم
رہینگی فرزند میری سر رشتہ صبر و استقلال موروثی کو ہاتہ سی نہ دیجیو اور نزدیک ہے کہ تو درجہ
شہادت کا پاویگا اور کل تین دن کا بہوکا پیاسا میری پاس آویگا بہشت تیری لیے آراستہ
ہو رہی ہے اور ماں باپ تیری انتظار مین ایستادہ ہین یہہ فرما کر حسین علیہ السلام کے سینہ
فیض گنجینہ پہ ہاتہ رکہا اور فرمایا (اَللّٰہُمَّ اَعْطِ الْحُسَیْنَ صَبْراً وَّ اَجْراً) بار خدایا میرے
حسین کو صبر اور اجر اور شہادت کا عطا فرما ارواح طیبات کا تو آپکے غم مین یہہ حال
اب زنون کی مصیبت کا کیا حال لکہون کہ خیمہ طاہرہ مین بانوی مغموم سرشک خون آنکہون سی
بہاتی تہین زینب و کلثوم بہائی کی غم مین فرماتی تہین کہ پروردگار میری صبح کو ہم بیکسون پر کیا
گذر جائیگی ننہی ننہی بچی آغوش مادر مین سہمی جاتے تہی اور شدت تشنگی سی چلاتی تہی الغرض جب وقت
سپیدہ سحر افلاک پر نمودار ہوا امام تشنہ کام کی لشکر مین غلغلہ اللہ اکبر کا بلند ہوا فوج اشقیا
مین طبل جنگ بجا ادہر تیمم سی نماز پڑہنی کی طیاری اور کلمہ شہادت زبان پر جاری تہی ادہر اعدا
آمادہ جفاکاری اور تلوارون پہ آبداری ادہر شوق شہادت دامنگیر حال ادہر باغ
زہرا کو تاراج کرنیکا خیال ادہر تمنای وصال باری ادہر ہر تن سی جدا کرنیکی طیاری ادہر
نمازیان باوضو کو تمنائے شہادت کی آرزو ادہر نبی زادی کی قتل کی گفتگو ادہر نمازین

خالق اکبر سے راز و نیاز اور دہر طبل جنگ و قرنا کی آواز۔ الغرض جس وقت امام تشنہ کام
نماز صبح سے فارغ ہوئے عمامہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک پر رکھا پٹکا
حسن مجتبیٰ کا کمر سے باندھا اور ذوالفقار حیدر کرار ہاتھ میں لیکر خیمہ اطہر میں پہلے سب سے
رخصت ہونیکو آئے اور کلمات رخصت کی اسطرح زبان پر لائے **مولف**

شاہ خیمہ میں جاکر پکارے آج رخصت ہے میری جہاں سے
میرا اب نہ سر پر تمہارے آج رخصت ہے میری جہاں سے

چھٹتا ہوں میں تمکو خدا پر ہجر میں میرے ہونا نہ مضطر
تیغ دشمن ہے اور میرا ہے سر آج رخصت ہے میری جہاں سے

شاق ہے دل پہ سب کے جدائی موت اوس دشت میں کھینچ لائی
بولی زینب سے جاتا ہے بھائی آج رخصت ہے میری جہاں سے

بعد میرے جو گذریگی تمپر شکر اوس سب پہ کرنا ہمارا
کوئی مونس ہے اپنا نہ یاور آج رخصت ہے میری جہاں سے

بولے عابد سے بیمار تو ہے اور ان سب کا غمخوار تو ہے
بعد میرے خبردار تو ہے آج رخصت ہے میری جہاں سے

خیمہ اطہر میں شور قیامت برپا ہوا آپنے سب کو رونے کی ممانعت فرمائی حضرت ام کلثوم
اور زینب جو بھائی کی عاشق زار تھیں کہنے لگیں کہ اے بھائی اس کشتی آل محمد کے تو
ناخدا تم ہو تم کہاں جاتے ہو اور ہمکو دریاے غم میں ڈوباتے ہو بعد آپکے ہمارا کیا حال ہوگا
اور اس طوفان بلا سے کیونکر نجات پائینگے اور ہم بیکس کہاں جائینگے آپنے سب کو کلمات
صبر و تسکین کے تلقین فرمائی اور خیمہ اطہر سے رخصت ہوکر باہر آئے گھوڑا سواری کا واسطے
منگوایا جسوقت گھوڑا سواری کا آیا آپ سب کیطرف دیکھکر آنسو بھر لائے اور میدان کارزار
میں تن تنہا آئے پہلے لشکر اعدا سے مخاطب ہوکر بیان کیا کہ اے لوگو ذرا اپنے دل میں
غور کرو کہ جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جنکا تم لوگ کلمہ پڑھتے ہو اون کا

مین کون ہون حضرت شیر خدا علی مرتضی جنکی ولایت کی تم سب لوگ قایل ہو وہ کیہ
کون ہین کیا مین نواسا رسول خدا اور جگر پارہ فاطمہ زہرا کا نہین ہون کیا مین
فرزند علی مرتضی اور برادر حسن مجتبی نہین ہون ای اہل عراق کیا مینے تم مین سے
کسیکا خون کیا ہی جو میری خون کی ناحق پیاسی ہو گیا ہمارا کچہہ مال و اسباب چہین لیا ہے
جو ایذا رسانی پر تیار ہو ذرا غور تو کرو کہ تمکو میرا خون میدان کربلا مین بہانا روا ہے
یا نہین تم سب نے آپ ہی مجہکو دغا سی خطوط لکہکر بلوایا اور اب آپ ہی میری خون کے
پیاسی ہو گئی ہین اور فرات ایک دریا ہی کہ چرند اور پرند سب اوسکا پانی پیتی ہین اور
میری آل و اولاد کو تم سب لوگ ایک ایک قطرہ آب سے ترساتی ہو ای قوم تبہ کار یہار کا کام
ہدایت ہی ذرا خدا اور رسول سی شرم اور میری خون ناحق سی درگذر و یہہ سب باتین سنکر
اون اشقیانی کچہہ جواب نہ دیا تب آپ نے فرمایا کہ الحمد للہ مینی حجت تمام کی اور جو حق ہدایت
اور نصیحت کا تہا وہ بجا لایا پس آپ لشکر مخالفین سی پہر کر آئی اور راضی برضاے الہی ہو کر
رفقا کو بلایا اور ناچار جنگ و جدل کا قصد مصمم فرمایا روایت ہی
کہ سید معصوم اور امام مظلوم نی گرداگرد خیمہ اہلبیت اطہار کی خندق کہدوادی اور اوسمین
اس خیال سی آگ روشن کروادی تاکہ دشمن خیمہ مبارک تک نہ آوین اور عورات و اطفال کو
کچہہ ایذا نہ پہونچاوین پہر تو لڑائی کی طیاری ہوئی اور میدان کارزار گرم ہوا شہزادہ
کونین حضرت امام حسین علیہ السلام نی سب سے پہلے آپ ہی ارادہ میدان کا کیا رفقا نے
عرض کیا کہ ای فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک ہم لوگ زندہ ہین آپکو

اپنے سامنے ہرگز فوج اشقیا کی مقابلہ کیواسطے بہجانی دینگے جب ہم سب لوگ شہید ہو جاینگے
اوسوقت آپکو اختیار ہی راوی لکھتا ہی کہ ہر چند دلاوران لشکر امام تشنہ کام
تین دن کی بہوکی پیاسی تہی مگر ہمت اور جرات اور مردانگی و دلاوری مین ایک ایک
شہرہ آفاق تہا اور شربت شہادت کا مشتاق چنانچہ جسوقت لڑائی شروع ہوئی تو
ادہر لشکر امام سی ایک ایک دلاور رجز خوان باہر آتا تہا او دہر کے سو سو پچاس پچاس شقی ملعون
اوسکو شہید کرتی تہی اور امام علیہ السّلام خود لشکر اعدا مین تن تنہا جاتی اور اپنی رفقا کی
نعش خود اوٹہا کر لاتی تہی اور سرشک غم دیدہ پر نم سی بہاتی تہی جبکہ ایک دوسری کے بعد
برابر شہید ہو جانی لگی اور آپکے گہر والے اور اعزا تک شہادت پانی لگی یہانتک کہ بہتّر
آدمیوں سی زیادہ شہید ہو گئی پہر تو چلا اوٹھی سید معصوم اور امام مظلوم کہ کیا کوئی فریادرس
نہین ہی جو اللہ کیواسطے آج ہماری فریاد کو پہونچی افسوس کیا کوئی بچانیوالا نہین ہی
جو آج حرم رسول اللہ کو بچا دی افسوس رسول مقبول کو قیامت کی دن یہہ لوگ کیا
جواب دینگی کہ میدان کربلا مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑہتی جاتی تہی اور اپنی
تئین مسلمان ٹہراتی تہی اور پہر قتل امام علیہ السّلام پر آمادہ تہی کسقدر عذاب الہی سی
بے خوف و خطر اور کیسی روز بازپرس سی نڈر تہی

قطعہ

ترسم که پیش این ماجرا شود	دامان رحمت از کف مردم رہا شود
ترسم که در شفاعت امت بروز حشر	خاموش ازین گناه لب انبیا شود
آواز می کند به در لب تشنگان حسین	سرگرم شکوه با سر از تن جدا شود

فریاد از ان زمان کہ یزید او گویان	ہنگام داد خواہی خیر النسا شود
باشد کراز دامن محشر امید عفو	چون داد خواہ شافع روز جزا شود
کی باشد اینکہ گرم شود دا گیر و دار محشر	تا داد اہلبیت دہد کردگار حشر

اور یہہ فریاد آپ کی کچہہ ہراس اور عدم استقلال کی سبب نہ تہی بلکہ محض اسواسطے تہی کہ دیکہون سعادتمند کون اس گروہ ناعاقبت اندیش سی باہر آتا ہی اور کون بارگاہ لم یزلی سی آج ہدایت پاتا ہی سو یہہ دولت باسعادت روز ازل سی حر کی لیی امانت رکہی تہی یعنی آپ کی بیکسی اور تنہائی دیکہکر اور آواز فریاد سنکر بیتاب ہوگیا اور عنایت سرمدی نی اوسکو چاہ ضلالت سی نکالکر امام علیہ السلام کا جان نثار بنایا اور داخل شہدا کر دیا سبحان اللہ بکرمہ

حر کی شہادت کا بیان

جب کہ حر بن ریاحی مع اپنی بیٹی اور غلام اور بہائی کے امام علیہ السلام کے حضور مین حاضر ہوا ہاتہہ جوڑکر عرض کرنے لگا کہ ای فرزند رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پہلے آپ کی گرفتاری کی واسطے یزید کیطرف سے مین ہی روانہ ہوا تہا اور آپکو بجمیعت الہی میدان کربلا مین لایا تہا اور آج اس گروہ بیدین سی سب کے پہلے آواز سنکر جان نثاری کے واسطے خاص مین ہی حاضر ہوا ہون اس صورت مین میری توبہ قبول ہوگی یا نہین اور سخت نادم ہون کہ کل قیامت کے دن جناب رسول خدا کو کیونکہ صورت دکہاؤنگا اور جناب سیدۃ النسا فاطمہ زہرا کی حضور مین کس منہہ سی جاؤنگا اور

جناب شیر خدا علی مرتضی سے کیا معذرت کرون گا آپنے حر کو اپنے گلے سے لگایا اور
فرمایا کہ اے حر توبہ تیری خداوند تعالی نے قبول فرمائی کل قیامت کے دن میرا جد
پیغمبر خدا تجھسے راضی اور میری مان فاطمہ زہرا تجھسے خوشنود اور میرا باپ علی مرتضی تجھسے
رضامند ہوون گے انشاء اللہ تعالی تو دلشاد رکہہ کہ میری دوستی کے سبب دنیا مین برائی
سے اور عقبی مین آتش دوزخ سے آزاد ہے تب حضرت ریاحی خوش ہوا اور گوہر جان
آپکے قدم پر نثار کرنے لگا یعنی امام علیہ السلام سے میدان کی اجازت طلب کی اور کہا کہ
اے فرزند رسول اگر میری توبہ قبول ہو گئی ہے تو اب اجازت میدان کی دیجیے
تا کہ یہہ جان جو ہدیہ حقیر ہے آپکے قدمون پر نثار کرون اور ان اعدا بے دین سے لڑکر
اپنے دل کا حوصلہ نکالون آپنے حر کے اصرار سے ناچار اجازت میدان کی دی جس وقت
وہ ستم خصال دولت سعادت سے مالامال ہو کر میدان کارزار مین آیا اور شمشیر
آبدار کو عرصہ گاہ قتال مین چمکایا لشکر عمر سعد بے دین اوسکی مردانگی کی دہشت مین تہا اور
اوسکی دلاوری سب کو معلوم ہے وہ اشقیا اوسکی مقابلہ سے ڈرتے تہے اور باہم متفق ہو کر
اوسکی شہید کرنیکی صلاح کرتے تہے آخر کو یہہ نوبت پہونچی کہ جو کوئی حر کی مقابلہ مین آتا تہا
وہ اوسکو ایک ہی وار مین جہنم پہونچاتا تہا یہان تک کہ کشتون کی پشتی لگادی اور اوسکو
تیغ آبدار کی جوہر دکہلادی بعد اوسکے حر پہر کر امام علیہ السلام کی پاس آئے اور پیاس کا
ذکر زبان پر لایا آپنے فرمایا کہ اے حر قریب ہے کہ تو جام ساقی کوثر سے سیراب ہو جاویگا
اور اسیطرح تشنہ لب شہادت پاوے حر یہہ مژدہ سنکر پہر میدان کارزار مین آیا اور

اکثر اشقیا کو جہنم پہونچایا اور لشکر مخالفین کو درہم برہم کر کے عمر سعد شقی کے علمدار
تک پہونچا چاہا کہ علمدار کا نشان دنیا سے مٹا دے اور ایک ہی وار مین اوسکو گہوڑے سے
گرادے مگر فوج اشقیا نے باہم متفق ہو کر اوسپر حملہ کیا اور چارون طرف سے تیر اور
تلوارون کا مینہ برسا دیا اور قسور ابن کنانہ لے اگے حر کی سینہ پر نیزہ مارا کہ حر کی زخم کاری
لگا مگر اوس حالت مین بہی لڑنے سے قصور نکیا فوراً قسور ابن کنانہ کی سر پر تلوار ماری
کہ وہ مردود سراپا قصور داخل جہنم ہوا حر نے اوسوقت جناب سید معصوم اور امام مظلوم
کو آواز دی آپ خود بتن تنہا گہوڑا دوڑا کر حر کی پاس تشریف لائے دیکہا کہ عدا حر کو زخمون سے
چور چور کر رہے ہین آپ میدان سے اوٹہا کر اپنے لشکر مین لائے اور حر کا سر اپنی زانوی
مبارک پر رکہا اور اپنی دامن اقدس سے اوس کی چہرہ کا گرد و غبار صاف کرتی تہی کہ
اتنے مین حر آپکا جمال باکمال دیکہتا ہوا عازم ملک بقا ہوا امام سر جہکا ور آپکی گہرا ے
حر کی وفاداری اور جان نثاری کو یاد کر کی بہت روئے بعد اوسکی حر کا بہائی اور
بیٹا اور غلام باری باری سے امام تشنہ کام سے اجازت طلب کر کی میدان کو سدہارے
اور اسیطرح دلاوری اور مردانگی دکہا کر اعدا کی ہاتہ سے مارے گئے جناب سید الشہدا
اور حضرت زینب اور کلثوم کو حر کی شہادت سے کمال ملال ہوا او بہائی کی تنہا
رہ جانیکا بہت خیال ہوا اشعار در شہادت حر از مولف

حر یہہ کہتا تہا کہ کچہہ و نہین باغ ارم کرین آرام سے ہم	دور البتہ ہوا گردش ایام سے اسکا دلبر ہی الم
اب خنجر سے لب تشنہ کہین جلد ہو تر حال ہے یہ اپنا ابتر	میری آنکہون فقط پانی کی ہے نام سے گدو ابر کرم

ایکدم رہنے کو دنیا مین نہین چاہتا جی مین جینے کی خوشی	کیا کرون تنگ بہت آیا ہے اس دام سے پہلا اوٹہتی نہین قدم
جوہر تیغ دکہاؤنگا صف جنگ مین جا میرا یہ ہی ہے بڑا	مین تو تلوار سے مشہور ہون اور جام سے جم مجھسے لڑنا ہے ستم
بعد ہم سب کے نہین کوئی مددگار حسین اور نہ کوئی یار حسین	سخت مشکل مین پڑے کثرت اعدا مین ہم جا کے کسطرح سہیں غم
حر نے اعدا سے کہا دور رہو مجھسے ذرا مین ہون مرد وغا	صف بیدا مین ہون ضرغام سے غم تم ہو روباہ سے کم
مر گیا دم حر نے کہا نیک ہے انجام مرا بنگیا کام میرا	مجھکو امید تو تہی اس نالہ کام سے کم پر خدا کا ہے کرم

روایت ہے کہ جب حر سے وفادار نے بہی شہادت پائی تو لشکر امام بر حق مین
کوئی سوای ونیس آدمیون کی لڑائی کیواسطے باقی نہ رہا کہ وہ سب بہائی اور فرزند اور بہتیجے اور
بہانجے تہے اوسوقت امام مظلوم اور سید مسموم نے تن تنہا خود میدان کارزار کا ارادہ فرمایا سب کے
سب آکر قدمون پر گرے اور عرض کرنے لگے کہ ای فرزند رسول آج آپکے سامنے ہم بہی شربت
شہادت نوش فرما کر جنت کو جاوینگے اور زور ہاشمی ان اعدا نابکار کو دکہاوینگے آج ہمارے سر
حضور کی قدمون پر نثار ہونگے آج یہہ میدان ہمارے خون سے لالہ زار ہوینگے امام علیہ السلام
نے سبطرف دیکھکر آنکہون مین آنسو بہر لائے اور فرمایا کہ تم سبکا میرے سامنے شہید ہونا اور میرا اس
بیکسی اور تنہائی مین ایک ایک کیواسطے رونا عجب طرح کا صدمہ عظیم ہے بیت

تم میرے سامنے اسطرح سے مین ہو جاو شہید	مین بچا ہون رونیکو اک جگر و دل باقی

آپنے فرمایات طیبات سے ایک ایک کو سمجہایا مگر سب آپ پر شیفتہ اور جان نثار تہے
کسیکے خیال مین نہ آیا آخر امام علیہ السلام نے دلکو تہام کر سب کو میدان کا جانا اذن دی
ایک دل اور ہزار صدمون مین مبتلا ایک جان اور لاکہہ طرح کی بلا الغرض پہلے سب سے

حضرت عبد اللہ فرزند مسلم رخصت کیواسطے آئی امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ ای عبد اللہ
تم یادگار مسلم بن عقیل ہو ہرگز میدان کو نجاؤ اور مجھکو اپنی فراق مین نہ رولاؤ وہ ہون
کی قدمون پہ سر رکہا اور عرض کیا کہ آج تو مجھکو میدان کی اجازت دیجی تا کہ اپنی باپ مسلم
اور دونون بہائی محمد اور ابراہیم سے جا کر بہشت مین ملون آپ نے چار و ناچار باصرار تمام
رخصت کیا حضرت عبد اللہ صف کارزار مین آئی اور شمشیر آبدار سے کشتون کے پشتی لگائی
جو سامنی آتا تہا زندہ پہر کر نجاتا تہا آخر کار سب نے یکبارگی حملہ کیا اور اوس صفدر میدان کو
نرغہ مین گہیر لیا حضرت عبد اللہ تین دن کے بہوکی پیاسی ضعف سے نڈہال تہے
دو چار زخم تلوار کی کہا کر اور بہی بیحال ہوگئی گہوڑے سے فرش زمین پر گری اور شربت شہادت
پیکر جنت الفردوس کو روانہ ہوئی امام علیہ السّلام اون کی نعش مبارک خیمہ مین اوٹہا
لائی اور بہت روئے بعد اوسکے جعفر بن عقیل اور اون کے بہائی عبد الرحمن
ابن عقیل میدان کارزار مین آئے اور داد شجاعت دیکر راہی جنت ہوئی اسیطرح نوبت
بنوبت اور مرتبہ بمرتبہ امام علیہ السلام کے سامنی بہائی اور بہتیجے برابر شہید ہو جاتے
تہے اور آپ اون کے فراق مین آنسو آنکہون سی بہاتی تہی اور خیمہ اہلبیت اطہار مین عجب طرحکا
شور قیامت برپا تہا بعد اوس کی حضرت زینب نے اپنی بیٹون کو اپنی پاس بلایا اور فرمایا
کہ بہائی مجہکو تم سی زیادہ عزیز ہی آج مین تمکو بخوشی خاطر رخصت کرتی ہون اسے میدان
کارزار کی اجازت دیتی ہون شوق سی جاؤ اور گوہر جان میری بہائی کی قدمون پر نثار
کرو کہ وہ آج تن تنہا ہزار بلاؤن مین مبتلا ہی تم دونون صاحبزادی ماموں کے پاس جاؤ

اور اجازت میدان کی چاہو یہہ دونون صاحبزادی پہلی تہی آمادہ ہتی مان کے فرمانے
سی اور بہی زیادہ شوق شہادت دل مین پیدا ہوا امام تشنہ کام کی پاس آکر اجازت طلب
کرنی لگی امام علیہ السلام نے اونکے شباب اور بہن کے خطر ایکہ خیال کرکی فرمایا کہ تم خیمہ مبارک مین
جاؤ اور یہہ بات زنہار زبان پر نہ لاؤ آخرکار دونون نی اصرار کیا اور بدقت تمام امام
علیہ السلام سی رخصت لیکر پہلی محمد بن عبد اللہ میدان مین آئے صف اعدا کو ایک ہی حملے
مین درہم وبرہم کر دیا جسطرف کو تیغ آبدار چمکاتی تہی دس پانچ کی برابر سر اوڑاتی تہی ہر بار
پیاس سی بیتاب ہوکر حضرت امام تشنہ کام کی پاس آتی اور العطش العطش فرماتی تہی آپ
ارشاد کرتی تہی کہ حضرت رسول خدا اور علی مرتضی اتکو بہشت مین پانی پلائین گی آخرکار یکبارگی
اشقیانی حملہ کیا اور نیزہ اور تیر اور تلوار مینہہ برسا دیا محمد بن عبد اللہ غش کہا کر گہوڑی سے
گری اور جنت کو سدہاری بعد اوس کے اون کی بہائی عون بن عبد اللہ بہائی کی انتقام
کیواسطے مانند شیر ژیان اعدا پر دوڑے باوجود خصال پرائی اور کمال شجاعت اور مردانگی کہا
تشنہ زبان تادیر اشقیا سی لڑتی رہی اور بہت زخم کہائی حتی کہ یاقوت احمر کیطرح خون مین
نہائی اور پیراہن نیزہ اور تیر کی زخم کاری اوٹہائی اور اوسیوقت باغ جنت کو سدہاری
حضرت زینب اون کی فراق مین روتی تہین اور فرماتی تہین نظم لمولفہ

بہائی پہ ہوگئے فدا دونون	حق میسر اکر گئے ادا دونون
خون مین دونون نہائے لعل سے سرخ	ہائے مجہسے ہوگئے جدا دونون
حسن و دونون کا مہر و مہ سے سوا	آہ ڈوبے شفق مین جا دونون

پاس تیرے جو ہو سپے خوب ہوا	سب ہے امانت تیری خدا دونون
لخت دل اشک چشم ہین مجہکو	گوہر و لعل سنے سوا دونون

حضرت قاسم کی شہادت کا بیان

روایت ہے کہ بعد شہادت عون اور محمد کی حضرت قاسم ابن الحسن رضی اللہ عنہ
امام حسین علیہ السلام کی پاس آئے اور عرض کیا ای عم بزرگوار اب مجہکو بہی میدان کی
اجازت ہو کہ عزیزون کی داغ اوٹہانی کی دلکو طاقت نہین اور اون سب کی مفارقت
کے سبب جان کو راحت نہین آپنے حضرت قاسم سی فرمایا کہ بہائی حسن کی نشانی ایک تم
باقی ہو جسوقت کہ بہائی کی یاد آتی ہی تمکو دیکہکر تسکین ہو جاتی ہے سو تم بہی رخصت مانگتے ہو
مین ابہی جیتی جی تمکو کسطرح رخصت کرون اور کیونکر اجازت مرنی کی دون حضرت
قاسم نی بہت اصرار کیا آپنے سرشک غم دیدۂ پرنم سی گرائی اور مجبور ہو کر اونکو بہی
میدان کی اجازت دی حضرت قاسم جسوقت رجز خوان میدان کارزار مین آئے اور
عمر سعد شقی سے باواز بلند کہا کہ ای جفاکار تونے اہلبیت اطہار پر پانی بند کیا حتی کہ
عورات اور اطفال خورد سال شدت تشنگی سی بسمل ماہی بی آب بیتاب ہین اور تمام اعزا
اور اقارب امام علیہ السلام کو شہید کرڈالا یہانتک کہ اوس جماعت مین سی صرف ہم دو چار
پریشان حال باقی رہی ہین سو ہم بہی اب کوئی دم کی مہمان ہین اب بہی کبہو اپنی
ایذا رسانی پر نظر کر اور جناب رسول مقبول کی عتاب سی ڈر کہ دنیا مین کوئی ہمیشہ
نہین رہا ہی آخر بعد موت کی خدا و رسول سی کام پڑیگا اوس شقی نی یہہ سنکر جواب دیا کہ

کہ جب تک یزید کی متابعت نکیجیےگا ہمارے پنجہ ستم سے رہائی نہ پائیگا آپنے اوسکی
قساوت قلبی پر نفرین کی اور شمشیر آبدار کو میان سے نکالکر فرمایا کہ اب کس پیادہ کے
سر پر اجل سوار ہے جو میرے سامنے آوے لشکر عمر سعد آپکی بہادری سے لرزان اور
آپکی دلاوری سے ہراسان تہا کسی کو مجال مقابلہ نہ تہی آخر ازرق نامی سپہ سالار حضرت
قاسم کی مقابلہ کو آیا آپنے کمال بہادری سے اوسکو اور اوس کی چارون بیٹون کو جہنم
پہونچایا بعد اوسکے جو سامنے آتا گیا آپکی تیغ بیدریغ سے جہنم کو جاتا گیا یہانتک کہ تیس پیادے
اور پچاس سوار حضرت قاسم کی شمشیر آبدار سے مارے گئے پہر تو فوج اشقیا مین تلاطم عظیم
برپا ہوا اور عمر سعد لشکر پر جہنجلا ہوا کہ اے لوگو یہہ ایک سوار نامدار ہے اور تم ہزارون
مردان آزمودہ کار اسکا مارنا تمکو کیا دشوار ہے یہہ سنکر سب نے تیر برسانی شروع کیے
گہوڑا حضرت قاسم کا چور چور ہوکر زمین پر گرا اوسی حالت مین ایک نیزہ شیث ابن
سعد نے حضرت قاسم کی سینہ پر ایسا مارا کہ پشت سے پار ہوگیا الغرض پہر تو علی التواتر
پیستائیس زخم کی حضرت قاسم کی بدن پر آئے حضرت قاسم نے بیتاب ہوکر اپنے عم بزرگوار کو
آواز دی کہ یا عماہ ادرکنی حضرت امام علیہ السلام یہہ آواز دردناک سنکر حضرت قاسم کے
پاس آئے اور اونکو میدان جنگ سے اوٹہا کہ لائے سر اون کا اپنے زانو پر رکہا اور اونکے چہرہ کا
گرد و غبار اپنے دامن سے پونچہتے تہے کہ ناگاہ حضرت قاسم آپکا جمال باکمال دیکہتے ہوئے
بہشت کیطرف روانہ ہوئے حضرت امام علیہ السلام خیمہ سے اوٹہے اور سب کو رونے
سے منع فرمایا مگر شدت غم سے آنکہون مین آنسو بہر لائے حضرت قاسم کے غم مین روتے

تہے اور بار بار فرماتے تہے نظم المولفہ

ہای جنت کو تم بہی سدہارے میری بہائی کی فرزند قاسم
داغ فرقت ہے دلگیر ہمارے میری بہائی کی فرزند قاسم

کاش تم ساتھ میرے آتی ہو کی خدمت میدان کو جاتے
بہوکے پیاسی نہ گردن کٹاتی میرے بہائی کی فرزند قاسم

تم تو جنت کو تنہا سدہارے تم سے قوت تہی مرلکہو ہمارے
رونا آتا ہی غم مین تمہارے میری بہائی کی فرزند قاسم

کوئی تم سا نہ دیکہا دلاور تم تہی اس وقت مین میرے یاور
بحر الفت کے تم تہی شناور میری بہائی کی فرزند قاسم

یا کس کسکی دل سے بہلاؤن ہاے کس کسکی لاشین اوٹہاؤن
کسکو اپنی کہانی سناؤن میری بہائی کی فرزند قاسم

راوی لکہتا ہی کہ بعد حضرت قاسم کی فرزندان علی یعنی برادران حسین علیہ السلام باری باری سے اجل کی مانند دشمنون کی سر پر جاتی تہی اور دس بیس کو مار کر خود شربت شہادت نوش فرماتی تہی چنانچہ حضرت جعفر اور عبد اللہ اور محمد الاکبر اور عثمان اور عون ایک دوسرے کے بعد شہید ہوتے گئے یہان تک کہ حضرت امام علیہ السلام کے بہائیون سے سوا حضرت عباس کے اور کوئی باقی نرہا چنانچہ اون کی شہادت کا ماجرا اسطرح بیان ہوتا ہے

حضرت عباس کی شہادت کا بیان

روایت ہے کہ جب سب بہائیون نے حضرت امام علیہ السلام کی روبرو شہادت پائی اوسوقت حضرت عباس نامدار لشکر حسین کے علم بردار امام تشنہ کام روبرو آئے اور بہائی سے رخصت طلب کرنے لگے حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ای عباس تم لشکر کی علم بردار اور میرے قوت بازو اور مددگار ہو تمکو کسطرح میدان کی اجازت دون آج کسکو لشکر تمہاری جدائی پر صبر کرون اونہون نے عرض کیا کہ اے بہائی آج تو مجہکو بہی

رخصت فرمایئے کہ بھائیون کا انتقام فوج کوفہ وشام سی لون اور اس گروہ خون آشام
کو تیغ سید سے تیغ کردون اور حضرت سکینہ اور حضرت علی اصغر جو پیاس کے ماری بیتاب ہین
اون کے واسطے پانی لاؤن اور اہلبیت اطہار کو جرعہ جرعہ پلاؤن الغرض امام علیہ السلام
سی رخصت لی اور مشک دوش پر رکھکر علم ہاتھہ مین لیا اور راہوار صبا رفتار پر سوار ہوکر
اعدای دین کے سامنی آئی اور اتمام حجت کیواسطے فرمایا کہ ای گروہ شام وای فوج
خون آشام فرزند فاطمہ زہرا اور جگر بند مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی حسین ابن علی
فرماتا ہی کہ تمنی اب تک تو میری عزیزون اور اقرباؤن کا خون سیدان کربلا مین بہایا
اب بھی کہین راہ راست پر آؤ اور ذرا آنکھہ کھولکر جیسے پہچانو کہ مین کون ہون آیا تمہارے
نبی کا نواسا نہین ہون جو مجھکو بھوکا پیاسا کر کے شہید کرنے پر آمادہ ہو گیا مین فاطمہ زہرا
اور علی مرتضیٰ کا فرزند نہین ہون جو میرے قتل پر ایستادہ ہوا سے ظالمان بیحیا
اب بھی میرے قتل سی باز آؤ اور میرے خون سے ہاتھہ اوٹھاؤ کہ ہم باقی عیال و
اطفال اپنی لیکر کسیطرف چلا جاؤن اور پھر کبھی اسطرف کو نہ آؤن اب بھی ہمین
تہوڑا پانی دو کہ ننھے ننھے بچے میرے سیراب ہون اور اسقدر پیاس سے نہ بیتاب
ہون اون اشقیانی جواب دیا کہ اگر تمام روی زمین پانی سے بہا سے تو بھی تبتک حتی الوسع
ایک قطرہ پانی کا نہ پہونچائینگے اور چھوڑدینا بغیر بیعت یزید کے عمل مین نہ لائینگے
حضرت عباس نامدار یہہ سنکر بخاطر مغموم امام مظلوم کی پاس آئے اور اعدا کی سرکشی کا
حال بیان کر کے خود تن تنہا فرات کیطرف تشریف لائے گرد فرات کے چار ہزار پیادے

اور سوار کہڑی ہتی آپ نے اون سے فرمایا کہ ای گروہ ناہنجار یہہ کیا انصاف ہی کہ جگر
گوشگان مصطفےٰ اور فرزندان فاطمہ زہرا تشنگی سے بیتاب ہون ور جنگل کے چرند پرند
پانی سی سیراب ہون یہہ سنکر اشقیا حضرت عباسؑ کے اوپر حملے چلانے لگے اور نیزہ اور تیر اور
تلوار کا مینہ برسانی لگے حضرت عباسؑ زخم پر زخم کہاتے ہوئے اور اکثرونکو اوس
قوم مین سے جہنم کو پہونچاتی ہوئی نہر فرات پر آئی چاہا کہ ایک قطرہ پانی کا پیکر از سر نو
طاقت حاصل کرین مگر امام تشنہ کام اور ننہے ننہے بچون کی پیاس جو یاد آئی تو پانی
ہاتہہ سی پہینک دیا اور ایک قطرہ نہ پیا آخر اہلبیت اطہار کیواسطے مشک کو پانی سے
بہر لیا اور رہسپ تیز رفتار کو گرم کیا تہا کہ سپاہ شام نے آپ کو حلقہ مین کر لیا اور
نوفل بن ارزق نے ایسی تلوار ماری کہ حضرت عباسؑ کا سیدہا ہاتہہ دوش مبارک
سی کٹ کر جدا ہوگیا اوس دلاور زبردست نے پانی کی مشک دوسرے کندہے پر
رکہہ لی اسین کسی شقی نے ایسا تلوار کا ہاتہہ مارا کہ دوسرا ہاتہہ بہی کٹ گیا پہر تو
حضرت عباسؑ نے مشک پانی کی بہری ہوئی دانتون مین پکڑ کے لٹکالی اور اعدا
پر حملہ کرتے ہوئے خیمہ کیطرف آتی تہے کہ ناگاہ کسی شقی نے ایسا جور کر تیر مارا کہ مشک
سے پارہ ہوگیا اور پانی تمام بہہ گیا اسوقت حضرت عباسؑ آنکہون مین پانی بہر لائے اور
فرمانی لگے کہ آہ محنت میری رایگان ہوئی اور اہلبیت اطہار تک ایک قطرہ پانی کا نہ پہونچا
تہا اوسکے اشقیا حضرت عباسؑ پر برابر زخم پہونچانے لگے آپنے حضرت امام علیہ
السلام کو آواز دی کہ یا اخاہ ادرک اخاک امام علیہ السلام آواز دردناک سنکر

تشریف لائی دیکہا تو حضرت عباس کا بدن زخموں سی چور چور ہے پس حضرت عباس نے بہائی کو دیکہا اور طرف دار البقا کی روانہ ہوی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن حضرت امام علیہ السلام اونکی نعش خیمہ مین اوٹہا کر لائی اور فرمایا اَلْاٰنَ اِنْکَسَرَ ظَہْرِی یعنی اب حسین کی پیٹہہ ٹوٹ گئی اور ہائی افسوس کوئی مددگار بجز ذات پروردگار باقی نرہا خیمہ اطہر مین شور واویلا بلند ہوا اور سبکا دل حضرت عباس کے شہادت سی دردمند ہوا امام مظلوم روتے تہے اور فرماتی تہی شعر

بعد عباس کے اب کون ہے غمخوار اپنا	نہ تو مونس ہے کوئی اور نہ مددگار اپنا
لالہ سان خون مین نہاتی ہین اعزا میرے	کب تلک داغ اوٹہائی دل بیمار اپنا
سب کی جنت گئی سب چہوڑ کے تنہا مجہکو	لٹ گیا آن کی اس دشت مین گلزار اپنا
ایک مین اور ہزارون ہین ستمگار کہڑے	جز خدا کون ہے اسوقت مددگار اپنا
تشنہ لب راہ خدا مین ہی میرا سر حاضر	کام پورا کرین اب جلد ستمگار اپنا

حضرت علی اکبر فرزند حسین علیہ السلام کی شہادت کا بیان

اب امام علیہ السلام کی تنہائی اور بیکسی سا بچشم خیال دیکہنا چاہئیے کہ نہ تو کوئی بہائی باقی رہا جو سید معصوم اور امام مظلوم کیطرف سی میدان کو جاوی نہ کوئی بہتیجا اور بہانجا روبرو جو آپ سی رخصت طلب کرنے کو آوی سوا ئی تین صاحبزادونکے ایک تو حضرت سید الساجدین امام زین العابدین جو بستر بیماری پہ پڑی ہوی تہی دوسرے حضرت علی اکبر ہمصورت پیغمبر تیسری حضرت علی اصغر طفل شیر خوار جو سب سے صغیر تہی صرف یہی تینون صاحبزادی باقی رہگئی تہے پہر تو امام علیہ السلام نے ناچار خود بنفس نفیس

میدان کا ارادہ فرمایا اور ذوالجناح سواری کے واسطے منگایا سلاح بدن مبارک پر
آراستہ فرمائی اور آپ رخصت کے واسطے خیمہ مبارک میں آئے اور اسطرح فرمانے لگے اشعار

اینک آمد نوبت من الوداع	الوداع اے عترت من الوداع
زود زود اے ہا شما خواہد شدن	سوزناک از فرقت من الوداع

الغرض امام تشنہ کام نے ارادہ میدان کا فرمایا حضرت علی اکبر باپ کے قدموں پر
گری اور عرض کرنے لگے کہ بابا جان خدا مجھکو وہ دن نہ دکھائے کہ آپ میری سامنے
شربت شہادت نوش فرمائیں اور مجھکو یتیم تنہا چھوڑکے خود روضہ کو تشریف لیجائیں
پس مجھکو بھی آج میدان کی اجازت دیجئے اور اپنے اوپر سے قربان کیجئے
حضرت سید معصوم اور امام مظلوم نے فرمایا کہ ای علی اکبر میں کس دل سے تمکو مرنے
کی اجازت دوں اور کن آنکھوں سے تمکو زخموں سے چور چور دیکھوں اسواسطے

سر میری قدموں پہ تم آج فدا کرتے ہو	داغ دیتے ہو مجھے اور یہ کیا کرتے ہو

حضرت علی اکبر نے جب دیکھا کہ فرط محبت سے رخصت نہیں فرماتے ناچار قسمیں دلانے
لگے حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ای علی اکبر اپنی ماں شہربانو کے پاس جاؤ اور انسے
رخصت طلب کرو کہ انہوں نے کمال محبت سے اٹھارہ برس تک تمکو پالا ہے اور پرورش
کیا ہے آج میدان کی اجازت بھی وہی دینگی حضرت علی اکبر حضرت شہربانو کی حضور میں حاضر
ہوئے اور میدان کی اجازت چاہی حضرت شہربانو نے فرمایا کہ ای علی اکبر بعد حضرت امام علیہ السلام
کی اپنی زندگی کا سہارا تمہارا دم ہی تھا سو آج تم بھی رخصت طلب کرتی ہو اور ماں کے

ساتھ منے غرقی ہو اگرچہ مین آج کیدن صبر و استقلال مین حضرت ہاجرہ مادر ذبیح اللہ سے
کم نہین ہون مگر بیٹیا تمھاری جانی سے دل ٹکڑی ٹکڑی ہوا جاتا ہے اور غم سی کلیجہ موہنہ کو آتا ہے
تم باپ کے اوپر جو سر فدا کرنیکا ارادہ ہی بسم اللہ جاؤ اور عون اور جعفر کیطرح تم بہی
باپ کے کام آؤ الغرض حضرت علی اکبر شہربانو اور حضرت ام کلثوم اور زینب مغموم
کو روتا چھوڑ کر باپ کے حضور مین آئے اور اسطرح زبان پر لائے ہو مولف

ماں نی رخصت دی مجھی آپ ہی رخصت دیجے		صبر فرمائیے اور رن اجازت دیجے

حضرت سید معصوم اور امام مغموم یہ سنکر آنکھون مین آنسو بہر لائی اور ہتیار اپنے دست
مبارک سے حضرت علی اکبر کی بدن پہ آراستہ فرمائی اور عمامہ رسول خدا کا سر پہ رکھا
زرہ حضرت امیر حمزہ کی پہنائی پٹکا حضرت علی مرتضی کا کمر میں باندھا اور خود فولادی
سر پر رکھا اور اسطرح فرمایا ہ جاؤ میدان کو اگرچہ فدا ہوتے ہو آخری وقت
مین افسوس جدا ہوتے ہو راوی لکھتا ہے کہ حضرت علی اکبر اٹھارہ برس
کی عمر رکھتے تھے اور شکل و شمائل مین حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے
بہت مشابہ تھے یہانتک کہ جب اہل مدینہ کو رسول مقبول کی زیارت کا شوق ہوتا تھا
تو آتی تھی اور حضرت علی اکبر کا جمال جہان آرا دیکھ جاتی تھی الغرض جسوقت حضرت
علی اکبر بصورت پیغمبر باپ سے رخصت ہو کر میدان مین تشریف لائے تو عرصہ کارزار
قتال اونکی آفتاب رخسار سی منور اور صحرای کربلا اونکی گیسوے مشکناب سی معطر ہو گیا
چار گیسو دوش آگی اور دو پیچھے ڈالے ہوئے اونکا چہرۂ نورانی جیسی بالوں مین قمر پارہ ابر سیاہ مین

پہر اون لشکر عمر سعد نے متحیر ہوکر پوچہا کہ یہ فرزند ارجمند کسکا ہی عمر سعد شقی نی کہا کہ یہہ
فرزند دلبند ہمصورت پیغمبر جنت جگر امام علیہ السلام کا ہے پس حضرت علی اکبر اعدا سے لڑائی کے
پر آمادہ ہوئی اور ایک ہی حملہ مین صفوف اشقیا کو درہم و برہم کر دیا اور تا دیر لڑتے رہے
بعد اوسکے حضرت امام علیہ السلام کی پاس آئی اور عرض کیا یا اَبَاہُ اَلعَطَش اَلعَطَش
بابا جان ابتو پیاس کی شدت سی میری تنگ حالت ہے امام علیہ السلام نے اپنے
انگوٹہے اونکے موہنہ مین دیئے کہ فی الجملہ اونکو پیاس سے تسکین حاصل ہوئی اور پہر
میدان مین آئے پہلی ہی وار مین شیبث لور طلحہ بن طارق اور اکثر اشقیا کو جہنم پہنچایا پہر تو
دو ہزار سوار و پیدے آن کر حلقہ کیا اور آپکو گہیر لیا حضرت علی اکبر بیشمار آدمیون کو
مجروح اور مقتول فرماتے ہوئی باپکے حضور مین آکے اور عرض کرنے لگے کہ یا اَبَاہُ
اَلعَطَش اَلعَطَش اوسوقت حضرت امام تشنہ کام بہت روی اور فرمایا کہ جان پدر
غم نہ کہا عنقریب تو جام ساقی کوثر سے سیراب ہوتا ہے علی اکبر یہہ مژدہ روح پرور
سنکر پہر میدان کیطرف تشریف لائی آخر لشکر اعدا مین آنکر بہت سے زخم بدن مبارک پر
براو ٹہائے اور چارونطرف سی تیر اور شمشیر اور نیزہ اور تلوار کا مینہہ برستا تہا
اتنی مین ابن نمیر مردود نے اوس نبی کی تصویر پر ایسا نیزہ مارا کہ علی اکبر کی پشت مبارک
سے پار ہو گیا اور علی اکبر گہوڑے سی فرش زمین پر گرے اور باپ کو آواز دی کہ
یا اَبَاہُ اَدرِکنِی بابا جان علی اکبر کی خبر لیجے حضرت امام تشنہ کام اسپ دلدل
خصال کو دوڑا کر حضرت علی اکبر کے پاس آئی اور اونکو اوٹہا کر خیمہ مبارک مین لائے

فرزند کا سر اپنے زانو پر رکھکر آنکھوں سے متصل آنسو بہاتے تھے اور اپنے دامن سے اونکے چہرہ کا خون و خاک صاف فرماتے تھے کہ اتنے مین حضرت علی اکبر اپنے کا جمال باکمال دیکھتے ہوے جنت کو سدہارے اب حضرت امام علیہ السلام کی دل کا ملال اور حضرت شہربانو کی بیقراری کا حال کیا بیان کرون کہ جگر شق ہوا جاتا ہے **شعر**

امام تشنہ زبان کا بیان کرون کیا غم	پسر کی نعش پہ روتی تہی خیمہ مین ہر دم
ہر ایک سی کہتے تہی غم مین بدیدہ پر نم	مسافری زرسید از عدم کرد پہ ستم

کہ بیر چرخ کجا برد نوجوان مرا ؛

محمد عربی پہ درود اور سلام	حسین ابن علی اور آل پہ ہو تمام

حضرت علی اصغر کی شہادت کا بیان

روایت ہے کہ جب سب رفقا اور اعزائی امام مظلوم اور سید معصوم کے سامنے شربت شہادت نوش فرمایا اور کوئی یار اور مددگار باقی نرہا سوا حضرت علی اصغر طفل شیرخوار اور حضرت زین العابدین بیمار کی اوسوقت حضرت کلثوم اور زینب مغموم نے بہائی کی تنہائی اور بیکسی پر گریہ و زاری شروع کی حضرت امام علیہ السلام خیمہ مبارک مین تشریف لائی اور سب کو گریہ و زاری سی مانع آئی اور فرمایا کہ مصیبت اور بلا پر صبر و شکر کرنا تمہاری واسطے بہتر ہے زنہار بعد میرے کیسی ہی بلا مین تم لوگ مبتلا ہو مگر میرے غم مین بال سر کے پریشان نکرنا اور طپانچے موہنہ پر نہ مارنا اور سینہ زنی سی گریبان چاک نہ کرنا کہ یہ بات خلاف ہمارے خاندان کے ہے

بلکہ فقط کثرت غم سی آنکھوں سے آنسو بہانا مظلوم اور زور دمند وں کا کام ہے سو تم
لوگوں سے زیادہ آج کون مظلوم اور بیکس ہے کہ پنجہ ظلم مین گرفتار ہوا اور بہوک پیاس
سے زار و نزار بال بچے عزیز یگانے آنکھوں کے سامنے شربت شہادت نوش
فرماتے ہین اور ایک دوسرے کے بعد مرتی جاتی ہین جسقدر آنکھوں سے اس مصیبت مین
آنسو بہاؤ روا ہی اور جتنا اس سانحہ قیامت خیز پر روؤ وہ سب بجا ہی بعد اسکے
حضرت سکینہ کو آپنی اپنی گلی سی لگایا اور بہت پیار کیا اور حضرت زینب کی گود مین
دیکر فرمایا کہ سنو زینب فرزندان یتیم اکثر نازک مزاج اور شکستہ دل اور خستہ خاطر
ہوتی ہین اور خصوصاً یہہ میری سکینہ بہت مجہہ سی مانوس ہی بعد میری اسکی پاسداری
اور غمخواری تمہاری ذمہ ہی حضرت زینب نی فرمایا کہ ای بہائی اگر جان تک طلب
کریگی تو بہی حاضر کرونگی مگر حیران ہون کہ جسوقت تم کو یاد کریگی اوسوقت تمکو کہانسے
لاؤنگی اور کیونکر تمہاری صورت اسکو دکہاؤنگی آپ نی فرمایا کہ تم کو اور اسکو خدا کی
سپرد کرتا ہون میرا خدا تمکو صبر عطا فرمائی اور آل احمد کی حرمت کو دشمنوں کے ہاتہہ سے
بچائی یہہ فرما کر خیمہ سی باہر تشریف لائی اور میدان کارزار کا ارادہ فرمایا اتنی مین
آواز آہ و زاری اور بیقراری کی گوش مبارک مین آئی امام برحق پہر خیمہ مین تشریف
لائی اور فرمایا کہ کیا حال ہی حضرت شہربانو نی فرمایا کہ حضرت علی اصغر پیاس کی
شدت سی نیم جان ہین اور کوئی دم کی مہمان اگر اسوقت تہوڑا سا پانی اس طفل
شیر خوار پر ترس کہا کر اعدای لعین دیدیوین تو علی اصغر کی جان بچ جاوے حضرت

امام تشنہ کام کا دل حضرت علی اصغر کی بیقراری دیکھ کر دکھ گیا اور اوس فرزند کو
آغوش میں لیکر اعدا کے سامنے آئے اور فرمایا کہ ای قوم ستمگار و ای گروہ جفا کار تمہارے گمان
مین اگر گنہگار اور خطا وار ہون تو مین ہون اس طفل شیر خوار نے تمہارا کیا لیا ہے جو ایک
ایک قطرہ آب سے ترساتے ہو اگر اسوقت تھوڑا سا پانی اس طفل شیر خوار کے
لیے دو تو البتہ یہ معصوم بے زبان از سر نو زندگانی پاوے اور پانی سے سیراب ہو جاوے
اودہر سے جواب ملا کہ بغیر حکم ابن زیاد بد نہاد کے آپ کو اور آپکے اطفال خورد سال کو
پانی ملنا محال ہے بلکہ قطرۂ آب کے بدلے قطرہ پیکان اور آب شمشیر یہان موجود ہے یہہ
کہکر کسی سنگدل بدبخت نے ایسا تیر علی اصغر پر مارا کہ باپ کے بازو اور اوس بچے کے
گلو سے پار ہو گیا باپ کی گود ہی مین مثل ماہی بی آب تڑپ کر جان دی اور تشنہ لب
جنت کو سدہارے حضرت سید معصوم اور امام مظلوم اوس گلاب کی پتی کو جو صرصر فنا
سے مرجھا گئی روتے ہوئے خیمہ مین تشریف لائے اور حضرت شہر بانو کو بلایا اور اونکی گود مین
علی اصغر کی نعش کو دیا اور فرمایا کہ لو علی اصغر جام ساقی کوثر سے سیراب ہو گئے اور
ہمسے پہلے جنت کو سدہارے اب حضرت شہر بانو کی مصیبت کا حال اور حضرت ام کلثوم
کے دل کا ملال اور حضرت سکینہ کی بھائی کیواسطے بیقراری اور حضرت زین العابدین کی
حالت بیماری مین گریہ و زاری کس زبان سے بیان ہو کہ جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوا
جاتا ہے العیاذ باللہ والغیاث اے حضرت اللہ۔ حضرت بانوی مظلوم آنکھوں سے
آنسو بہاتی تھین اور فرماتی تھین مقطع للمولفہ

تو سوی خلد برین ای علی اصغر رفتی ‌ ‌ صبر بردی ز دل و سوی پدر رفتی

ای پسر روی ترا سیر ندیدم گاہی ‌ ‌ زود تر صورت صبر دل ما در رفتی

تشنہ لب بودی و اکنون عوض قطرہ آب ‌ ‌ زخم خوردی و برنگ گل احمر رفتی

از کنار پدر خویش بہ پیش دریا ‌ ‌ صورت ماہی بی آب تو مضطر رفتی

چون کسی نقش کف پای تو بیند ای گل ‌ ‌ عمر من بودی و با عمر برابر رفتی

افسوس ہزار افسوس حضرت زینب جو بجای حضرت فاطمہ کی سب کی سرپرست اور بزرگ تہین اونکی تنہائی اور بہائی کی قتل ہونی کی خیال مین ناشکیبائی ایسی مصیبت جانکاہ تہی کہ خیمہ اطہر مین شور و فریاد سی ایک قیامت کا نمونہ بلکہ اوس سی بہی دونا تہا

چون شد بساط آل نبی از زمانہ طے ‌ ‌ آمد بہار گلشن دین را زمان دے

یثرب بہ باد رفت بہ تعمیر ملک شام ‌ ‌ بطحی خراب شد بہ تمنای ملک ری

سرگشتہ بانوان حرم گرد شاہ دین ‌ ‌ چون دختران نعش بہ پیرامن جدی

نی ماندہ غیر او کسی از یاوران قوم ‌ ‌ نی زندہ غیر او کسی از ہمرہان حی

آمد بسوی مقتل و بر سر کہ میگذشت ‌ ‌ می شست ز آب دیدہ غبار از عذار وی

بیمار در برش سے برادر کہ یا اخا ‌ ‌ در بر کشید تنگ پسر را کہ یا بنی

غمگین مباش کامدت اینک از قفا ‌ ‌ دلشاد باش میرسمت این زمان ز پی

آمد بسوی معرکہ انگہ زبان گشود

گفت این حدیث و خون ز آسمان گشود

منسوخ شد مگر بجهان ملت نبی ۔ یا در جہان نماند کس از امت نبی

مارا گشتند و یاد کنند از نبی گر ۔ از امت نبی نبود عترت نبی

حق نبی چگونہ فراموش شد چنین ۔ نگذشتہ است اینقدر از رحلت نبی

اینک بخون آل نبی رنگ کردہ اند ۔ دستے کہ بود در گرو بیعت نبی

یا رب تو آگہی کہ رعایت کسے نکرد ۔ در حق اہلبیت نبی حرمت نبی

پس گفت این حدیث و جوابش کسے نداد

لب تشنہ غرق خون شد و آبش کسے نداد

بیان شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام

اب یہان سے ماجرای ہوش ربا اور واقعہ قیامت نما یعنی شہادت خامس آل عبا مقتدا ر القبلتین حضرت امام حسین صلوات اللہ علیہ فی الکونین شروع ہوتا ہی جسکو سنکر رونگٹا رونگٹا آدمی کی بدن کا روتا ہی یعنی جبکہ حضرت علی اصغر طفل شیرخوار تک نے شربت شہادت حضور کے سامنے نوش فرمایا تو اب سوای حضرت زین العابدین بیمار کے فرزندون مین کوئی باقی نرہا اسوقت ایک آہ سرد دل پر درد سے کہینچکر کہا کہ آہ آج تنہائی اور بیکسی ہماری مونس اور غمخوار ہے آج اس دشت کربلا مین نہ کوئی یار نہ مددگار ہی یہہ فرماکر تن تنہا میدانکا ارادہ کیا حضرت سید الساجدین امام زین العابدین جو بستر بیماری پہر پڑے ہوی یہہ سب صدمے اوٹھارہے تہے بدرشواری تمام کھڑی ہوی اوسی بیماری کی حالت مین نیزہ ہاتھہ مین لیا اور

میدان کیطرف باپ پر قربان ہونیکو چلے حضرت امام علیہ السلام نے جو دیکھا کہ فرزند
بیمار میدان کو جاتا ہی اور ضعف و ناتوانی کے سبب پاؤن اوسکا لغزش کہاتا ہی اضطراب
ہوکر دوڑے اور فرمایا کہ فرزند دلبند تو حالت بیماری مین کہان جاتا ہے اور مجھکو
اور اپنا داغ کیون دکہاتا ہی دنیا مین میری نسل کا بقا تیری زندگی پر موقوف ہے
تو اس کشتی اہلبیت کا ناخدا ہی تجھکو ابھی بہت صدمے اوٹھانے ہین نظم

ز ای پردہ نشینان و کودک ہا	نماندہ ہیچ کسے دیگر از تبار حسین
حسین گریہ کنان در فراق فرزندان	ستادہ لشکر بیحد در انتظار حسین

الغرض حضرت عابد بیمار کا ہاتہہ پکڑ کے خیمہ مبارک مین لائی اور نعمت معرفت حق
اور علم مطلق جو سینہ بسینہ چلی آتی تہی اونکو تفویض فرمائے اور بہت وصیتین کین
بعد اوسکے حضرت شہربانو سے جامہ اوپوشاک کی طلب فرمائی اور ہتیار بدن مبارک
پر آراستہ کیے عمامہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرق پر نور پر رکہا پہر حضرت
امیر حمزہ سید الشہدا کی سپر پشت فرمائی ذوالفقار حیدر کرار حمائل کی نیزہ ہاتہہ مین لیا
ذوالجناح سواری کیواسطے طلب کیا او سوقت خیمہ اطہر مین شور قیامت برپا ہوا
اور حضرت شہربانو بی مغموم اور زینب بی کلثوم رونے لگین اور رو رو کر جان کہونے لگین اور
کہتی تہین کہ ای شاہزادہ کونین آپ تو میدان کو جاکر اپنا سر راہ خدا مین کٹاتے ہو
ہمکو تن تنہا اس دشت کربلا مین کس پر چہوڑے جاتے ہو آپنے فرمایا کہ آج تم سبکو خدا کے
سپرد کرتا ہون کہ بیکسون کا وہی چارہ ساز اور وکیل ہی وکفی باللہ وکیلا پہر فرمایا

اور حرب کو رکھو تا چھوڑ کر میدان کارزار مین تشریف لائے اور صف اعدا کے روبرو کھڑے
ہوکر اتمام حجت کیواسطے فرمانے لگی کہ ای لوگو خیال کرو کہ نانا میرا رسول خدا ختم الانبیا
ہی باپ میرا علی مرتضی شہنشاہ ولایت شیر خدا ہی مان میری فاطمہ زہرہ جسکو رسول خدا
نی بضعۃ منی فرمایا ہی بھائی میرا حسن مجتبے نامدار چچا میرا جعفر طیار پس تم لوگون کو
میرا خون بہانا کس مذہب مین روا ہی اور حلق تشنہ پر خنجر چلانا کسو جہت سی زیبا ہے
آپ ہی تم لوگون نی خطا لکہکر مجھکو بلایا ہی اور بیگناہ میری عزیز و اقارب کا میری سامنے
خون بہایا ہی کاش اب بھی تمکو خداوند کریم ہدایت فرماوی اور راہ راست پر لاوی
تاکہ میری خون ناحق سی ہاتھ اوٹھاؤ اور اپنی تئین قہر خدا سی بچاؤ اگر خدا اور اوسکے
رسول محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائی ہو تو مجھکو اجازت دو کہ اپنی عورات
کو لیکر کسیطرف چلا جاؤن اور پھر اسطرف کو نہ آؤن اور اگر میرے قتل سی باز نہین
آتی اور قہر الٰہی کو کچھہ خیال مین نہین لاتی تو خیر رضینا بقضاء اللہ تمہارا خنجر ہے
اور میرا سر راوی لکھتا ہی کہ یہہ تقریر حضرت امام مظلوم اور سید معصوم
کی سنکر بعض سنگدل موم ہوی اور قہر الٰہی کے نام سی ڈرنی لگی بلکہ آپکی چھوڑ دینی کی
صلاح باہم کرنی لگی مگر بختری بدبخت اور شمر ذوالجوشن وغیرہ جو سخت سنگدل تھی اونہون نی
لشکر والون کو دہمکایا اور یزید پلید کی خوف سی ڈرایا اور متفق ہوکر کہا کہ ای امام تشنہ کام
جب تک کہ یزید کی بیعت کا اقرار نہوگا ہم ایک قطرہ پانی کا آپ تک نہ پہنچاوینگے
اور نہ آپ کی قتل سی ہاتھ اوٹھاوینگی سیدنا امام علیہ السلام نی ان اشقیا کی شقاوت

اور سنگدلی پر تعجب کیا اور ناچار لڑائی پر آمادہ ہوئی القصہ عمر سعد شقی نے اپنے
لشکر والوں سے کہا کہ اب امام تشنہ کام کو بات کرنے کی فرصت اور بہت جلد کام
تمام کرو پھر تو اعدا قتل پر آمادہ ہوگئی سب سے پہلی تمیم روسیاہ شام کا سردار امام علیہ السلام
کی مقابل آیا آپنی ایک ہی وار مین اوس مردلیئم کو سوی نار جحیم پہنچایا اسیطرح اکثر
نامرد امام علیہ السلام کی سامنی آتی تھی اور آپکی تیغ آبدار سے دوزخ کو جاتے تھے
جبکہ امام تشنہ کام شدت تشنگی سی زیادہ تر بیتاب ہوئی نہر فرات کیطرف ارادہ فرمایا تھا
کہ اتنی مین ننھی ننھی بچونکی جو پیاس یاد آئی تو پانی ہاتھ سی پھینکدیا اور ایک قطرہ نپیا بعد اوسکے
نہر فرات سی اوسیطرح تشنہ لب پھر کر خیمہ مین آئی حضرت زین العابدین اور سکینہ کو گلے سی
لگایا اور حضرت شہربانو اور ام کلثوم اور زینب مغموم کو رونی سی منع فرمایا **نظم**

چون تشنگی عنان ز کف شاہ دین گرفت	از پشت زین قرار برو کو زمین گرفت
داغ شہادت علی آیام تازہ کرد	از نوجہان عزای سول امین گرفت
ہم پای پیل خاک حرم را بباد داد	ہم اہرمن ز دست سلیمان نگین گرفت
از خاک و خون ناحق یحیی گرفت جوش	سیلی ز دار راہ سپہر برین گرفت
گشتند انبیا ہمہ گریان و بوالبشر	بر چشم تر ز شرم بنی آستین گرفت

بعد اوسکے حضرت امام علیہ السلام صف اعدا کی سامنی آئی اور ذوالفقار حیدر کرار
کے جوہر دکھائی یہانتک کہ ایک گروہ کثیر اور جم غفیر آپکی تیغ بیدریغ سی واصل جہنم ہوا
پھر تو عمر سعد شقی نی کہا کہ ای لوگو اب کیا دیر ہی اب تو تن تنہا امام علیہ السلام رہگئے ہین

یہہ سنکر تمام اشقیا نے امام علیہ السلام پر حملہ کیا اور نیزہ اور تیر اور شمشیر کا مینہہ برسا دیا **راوی لکہتا ہی** کہ ناگاہ کسی شقی کا تیر امام علیہ السلام کی پیشانی نورانی الیسا لگا کہ تمام چہرہ خون سی تر ہو گیا آپ بار بار موہنہ پر ہاتہہ پہیرتے تہی اور فرماتے تہے کہ کل قیامت کیدن اپنی جد پیغمبر کی حضور مین اسیطرح جاونگا اور علی مرتضی شیر خدا کو اپنا یہہ حال دکہاونگا کہ بعد آپ کے آپکی امت نے میرا یہہ حال کیا **روایت ہے** کہ جب آپ زخمونسے چور چور ہو گئی اوسوقت اعدا کے ایدین خیمہ مبارک کیطرف دوڑی امام تشنہ کام پکاری اور خفا ہو کر للکاری کہ ای قوم نابکار حرم محترم رسول خدا کیطرف کیون جاتی ہو اور میری عورات کو کسواسطے ایذا پہنچاتی ہو تمکو فقط میرا قتل کرنا منظور ہی عورات بیقصور نی تمہارا کیا لیا ہی یہہ سنکر اشقیا بیحیا اس جرأت سی باز آئے اور پہر فاطمہ کے چاند پہ ہالہ کی مانند گرد اگرد ہو گئی اور نیزہ اور تیر اور تلوار کا مینہہ برسانے لگے یہانتک کہ اوس تن نازنین پر جو لوگ گل سی ناز کرتہا اسی اور دو بیاسی زخم کاری لگے اور بدن مبارک برنگ برگ گل خون سی تر بتر ہو گیا **روایت ہے** کہ اوسوقت آپ نی بسبب غلبہ تشنگی کی اعدا سی ایک جام پانی کا طلب کیا کسی سنے وقت اخیر سمجہکر لادیا ہنوز ایک قطرہ آب لب تک نہ پہنچا تہا کہ ایک شقی نے آپکے چہرہ نورانی پر ایسی تلوار ماری کہ پیالہ پانی کا ہاتہہ سے گر گیا اور ایک قطرہ بہی لب خشک تک نہ پہنچا آپ اوسوقت روبقبلہ ہو بیٹہے اور معشوق حقیقی کے ساتہہ راز و نیاز ہونے لگا وہان تو اعدا کی یہہ شقاوت اور یہان فرزند رسول مقبول کی

یہہ حالت کہ رونگٹا رونگٹا بدن کا دہن شوق بنکر محو تجلیات کبریا تہا اپنے تن کی خبر نہ سر کی پروا کیا خوب کلام شاعر ہے **شعر**

روز ہمی شہادت تو کہ جانہا شہید او	عاشور است گرچہ برائے تو عید بود

اوسوقت رسول مقبول مع گروہ انبیا میدان کربلا میں ایستادہ شیشہ ہاتہہ مین لئے ہوے خون اوٹہانے پر آمادہ فاطمہ زہرا کو اہتمام فرزند مین سب سے زیادہ خیال رسول مقبول سے زیادہ پریشان حال **للمولفہ**

ڈوبا شفق مین جب مہ تابان مصطفے	یعنی حسین ابن علی جان مصطفے
باد خزان تہی اور گلستان مصطفے	جب گرپڑا زمین پہ وہ جانان مصطفے

خود مصطفے نے فرش زمین سے اوٹہا لیا
اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگا لیا

آیا جو وقت ظہر تو سجدہ ادا کیا	تن پر جو دیکھے زخم تو شکر خدا کیا
لے آپنے تمام مقام رضا کیا	دشمن نے جب کہ سر کو بدن سے جدا کیا

خود مصطفے نے فرش زمین سے اوٹہا لیا
اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگا لیا

خون مین بہرا ہوا جو بدن کا لباس تہا	حور و ملک کا دیکہہ اوسی دل اوداس تہا
پرشاہ کربلا کو نہ مطلق ہراس تہا	جسدم گرے زمین پہ تو کوئی نہ پاس تہا

خود مصطفے نے فرش زمین سے اوٹہا لیا

اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگا لیا

کٹتا جو تیر تن پہ تو کہتے کہ یا اللہ	راضی ہون مین بقضا پہ تری تو ہی خود گواہ
یہہ کہکے جب زمین پہ گرے شاہ دین پناہ	روح الامین نے اوٹہا لیا تجھکو تب کرکے ایک آہ

خود مصطفے نے فرش زمین سے اوٹہا لیا
اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگا لیا

ہر چند زخم کہاتی تہی او ضعف تہا کمال	جاری زبان پہ شکر خداوند ذوالجلال
جز یاد حق کسیکا نہ اوسوقت تہا خیال	تلوار کہا کے جبکہ زمین پہ گری نڈہال

خود مصطفے نے فرش زمین سے اوٹہا لیا
اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگا لیا

روایت ہے کہ جسوقت امام علیہ السلام پشت زین سے فرش زمین پر گری تو اول وقت ظہر تہا اور جمعہ کا دن گویا گہوڑے سے خم ہونا رکوع کی صورت اور پشت زین سی مائل بزمین ہونا بعینہ سجدہ کی حقیقت تہی عین سجدہ کی حالت مین خولی بن یزید سر کاٹنے کو پہنچا رعشہ اوسکے بدن مین پڑا تہا کانپنے لگے بعد اوسکے اوسکا بہائی شبل بن یزید سگ زرد برادر شغال آیا اور امام دوجہان کے سینہ بی کینہ پر جو بوسہ گاہ نبوی تہا چڑہ کر سر مبارک تن سی جدا کیا اور اپنی بہائی خولی کو دیا افسوس نبی کا گھر بیچراغ ہوگیا فاطمہ زہرا کا پہول باد خزان سے مرجہا گیا چراغ مزار مرتضوی گل ہوگیا جسوقت کہ شمر لعین نی سینہ مبارک پر چڑہ کر سر مقدس کو جدا کیا تو اوسوقت حضرت

زینب اور کلثوم بھائی کا یہہ حال دیکھہ رہی تہین اوسوقت کی بیقراری اور اضطرار انکو بہائی کے واسطے زاری اور اشکباری کس زبان سے بیان ہو

نظم

ناگاہ چشم دختر زہرا درآنمیان
بر پیکر شریف امام زمان فتاد
بے اختیار نعرۂ ہذا حسین زد
سر زد چنانکہ آتش ازو در جہان فتاد

پس با زبان پر گلہ آن بضعۃ البتول
رو کرد با مدینہ کہ یا ایہا الرسول

این کشتۂ فتادہ بہ ہامون حسین تست
این صید دست و پا زدہ در خون حسین تست
این نخل تر کز آتش جانسوز تشنگی
دود از زمین رساند بگردون حسین تست
این ماہی فتادہ بگرداب خون کہ ہست
زخم از ستارہ بر تنش افزون حسین تست
این شاہ کم سپاہ کہ با خیل اشک و آہ
خرگاہ زین جہان زدہ بیرون حسین تست
این غرقۂ محیط شہادت کہ روی دشت
از موج خون او شدہ گلگون حسین تست
این خشک لب فتادہ ممنوع از فرات
کز خون او زمین شدہ جیحون حسین تست
این قالب طپان کہ چنین ماندہ بر زمین
شہید ناشدہ مدفون حسین تست

پس رو سوی بقیع و بزہرا خطاب کرد
وحش زمین و مرغ ہوا را کباب کرد

کای مونس شکستہ دلان حال ما ببین
ما را غریب و بیکس و بے آشنا ببین
در خلد بر حجاب دو کون آستین فشان
واندر جہان مصیبت ما بر ملا ببین

بی آبی دریا چو ابر خروشان بد کربلا | طغیان سیل فتنه و موج بلا ببین
تنهای کشتگان همه در خاک و خون نگر | سرهای سروران همه بر نیزها ببین
آن سر که بود بر سر دوش نبی مدام | یک نیزه اش ز دوش مخالف جدا ببین
وان تن که بود پرورشش در کنار تو | غلطان بخاک معرکه کربلا ببین

یا بضعة الرسول ز ابن زیاد داد
کو خاک اهلبیت رسالت بباد داد

روایت ہے کہ جب آپ زخموں سے چور چور ہو کر فرش زمین پر گرے
تو اوسی حالت مین تلوار ماری شمر نامرد نے چہرۂ مبارک پر اور پھر اوسپر سنان
بن انس نخعی نے نیزہ مارا پس پرواز روح مبارک کا شمر کی تلوار اور سنان بن
انس کے نیزے لگنے کے ساتھ ہوا اور **روایت ہے** کہ جب سر مبارک امام علیہ
السلام کا تیل بن یزید نے تن سے جدا کیا تو قیس بن اشعث نے پیراہن شریف کو
تن سے سے اوتار لیا اور حبیب بن موہل نے آپ کی تلوار کو اپنے قبضہ مین کیا
اور شمر نے مع لشکر خیمہ اہلبیت رسالت کا آنکر لوٹ لیا جبکہ نظر اوسکی امام زین العابدین
بیمار پر پڑی چاہا کہ اون کو بھی شہید کرے ایک شخص نے اوسکا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ کافر
بھی لڑکے کو نہین مارتے ہین اور یہہ تو مسلمانون کے سردار ہین اور بیماری سے
زار و نزار ہین شمر نے کہا کہ ابن زیاد بد نہاد کا حکم ہے کہ کوئی لڑکا آل عبا کا باقی نہ رہے
اوس نے کہا کہ تو ان سب کو ابن زیاد کے پاس بھیج کے جیسا وہ چاہے کرے پس اولٹ

سب کو قید کرکے اور بیبیون کو بے پردہ اونٹون پر سوار کرا اور حضرت امام زین العابدین بیمار کو ایک اونٹ پر ڈالکر کوفہ کو مع سر ہای شہدا روانہ کیا اوسوقت حضرت زینب کا بھائی کی نعش پر آنا اور رخصت کے کلمات فرمانا عجب طرح کا صدمۂ قیامت خیز اور واقعۂ حسرت انگیز تھا نظم لمولفہ

بولین زینب یہ مقتل مین اکر کربلا ہی مین جاتی ہون بھائی	ہجر مین تیرے ہون سخت مضطر کربلا ہی مین جاتی ہون بھائی
خون مین آلودہ تیرا بدن ہے اور میسر نہ گور و کفن ہے	ہای کیسا یہ رنج و محن ہے کربلا ہی مین جاتی ہون بھائی
بھائی تھا اپنا مجھکو سہارا تو تہا دنیا مین مجھکو پیارا	تیری فرقت ہو کیونکر گوارا کربلا ہی مین جاتی ہون بھائی
نعش پر اکی تونی اوٹھائی لاکی خیمہ مین مجھکو دکھائی	ساری کشتی تباہی مین آئی کربلا ہی مین جاتی ہون بھائی
تونی افسوس پانی نہ پایا سر ہی نیزہ پہ تیرا چڑھایا	دیکھا جو کچھ یہ خدا نے دکھایا کربلا ہی مین جاتی ہون بھائی
کوئی سر پر ہمارے نہین ہے ہی جو عابد وہ زار و حزین ہے	سخت کلثوم اندوہگین ہے کربلا ہی مین جاتی ہون بھائی
ہای کس کسکو تسکین دونگی جا کی صغرا سی مین کیا کہونگی	ہجر مین کیسی زندہ رہونگی کربلا ہی مین جاتی ہون بھائی

روایت ہے کہ عمر سعد نی ایکدن کربلا مین مقام کرکے اپنے جو لوگ مارے گئے تھے اون کو دفن کیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور اون کی رفقا اور اعزا کی لاشین تین دن تک ویسی ہی میدان کربلا مین دہوپ مین پڑی رہین تیسرے دن فرات کی کنارے غاضریہ ایک گاؤن ہی وہان کی لوگون نے جمع ہو کر امام علیہ السلام کا تن بے سر تو ایک قبر مین دفن کیا اور بنی ہاشم کو ایک جا اور باقی گنج شہیدان کو ایک جا دفن کیا۔ روایت ہے کہ جس دن حضرت امام علیہ السلام شہید ہوئے اوسدن کی مصیبت روز قیامت سی کچھ کم نتھی

بلکہ بعض نشانیوں سے اکثر لوگوں کو ظاہر ہوا کہ شاید قیامت آج ہی قائم ہو گئی مجملہ
اون کے ایک یہہ ہی کہ جسوقت حضرت امام علیہ السلام شہید ہوئے تو دنیا مین ایسا اندہیرا
ہو گیا کہ کسیکو اپنا ہاتہہ اپنی آنکہہ سے نہ سوجہائی دیتا تہا اور آفتاب ایسا سیاہ ہو گیا تہا
کہ دن کو تارے نظر آنے لگے ہتے اور یہہ حال آفتاب کا کیونکر نہو کہ جب ایسا آفتاب امامت
شہید ہو جائے تو کسیکو کیونکر قرار و آرام آئے چرند و پرند جڑی بوٹی کا دل اوس روز
خون ہو گیا یعنی روے زمین سے جہان کا پتہر اوٹہاتے تہے تو اوس جگہہ سے خون کے
فوارے جاری ہو جاتے ہتے جو پتہر بیت المقدس کا اوس روز اوٹہایا اوس سے خون
تازہ لوگون نے جاری پایا اور آسمان کا رنگ سرخ ہو گیا تہا اور اوس سے سات روز تک
برابر خون برسا کیا یہان تک کہ لوگون کے برتن اوس خون سے بہر گیے ہتے اور ایک
مدت اوسکا اثر زمین پر باقی رہا اور جس کپڑے پر وہ خون پڑا کپڑے ٹکڑے
ٹکڑے ہو گیا مگر خون اوس سے زائل نہوا اور چہہ مہینے تک آسمان کے کنارون پر وہ
سرخی باقی رہے چنانچہ سرخی شفق کی ابتک باقی ہی اور قیامت تک باقی رہیگی ؎

این سرخی شفق کہ برین چرخ مینا ست	ہر شام عکس خون شہیدان کربلا ست

ابن جوزی نے لکہا ہی کہ سرخی آسمان سے حکمت یہہ ہی کہ آدمی جب غضبناک ہوتا ہی
تو اوسکا چہرہ سرخ ہو جاتا ہی اور حق سبحانہ تعالی جسم وغیرہ سے پاک ہے تو پس خداوند تعالی
نے اثر اپنے غضب اور غصہ کا قاتلان حسین علیہ السلام پر دنیا مین یون ظاہر فرمایا
کہ آسمان سے خون برسایا اور زمین کا دل ایک سخت خون ہو گیا کہ جہان کا پتہر

لوگ اوس روز اوٹھاتی تھی خون تازہ اوسکے نیچے سے جاری پاتے تھے
دوستو غور کرنیکا مقام ہی کہ جب لالہ زار امامت حضرت امام علیہ السلام کا خون
خاک کربلا پر اشقیا بہادین تو پھر زمین و آسمان کا دل کیونکر خون نہو جاوے

چون خون ز حلق تشنہ او بر زمین رسید — جوش از زمین بذروہ عرش برین رسید
نخل بلند او چو خسان بر زمین زدند — طوفان بآسمان ز غبار زمین رسید
باد آن غبار تا بمزار نبی رساند — گرد از مدینہ بر فلک ہفتمین رسید
یکبار جامہ در خم گردون بنیل زد — چون این خبر بہ عیسی گردون نشین رسید
پر شد فلک ز غلغلہ چون نوبت خروش — از انبیا بحضرت روح الامین رسید
کرد این خیال وہم غلط کار کان غبار — تا دامن جلال جہان آفرین رسید

ہست از ملال گرچہ بری ذات ذوالجلال
او در دلست و ہیچ دلی نیست بی ملال

پس خداوند تعالی کا تو یہہ حال اور رسول مقبول کے دلکا اوس روز ملال کیونکر
بیان کیا جاوی مصداق جسکا ہی جو حضرت ام سلمہ نے اوسدن عالم رویا مین
آپ کو پریشان حال دیکہا تہا ترمذی ہی روایت ہی کہ حضرت ام سلمہ فرماتی تہین کہ
جسدن حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئی مینے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ کو
بعد دو پہر کے خواب مین دیکہا کہ حضرت کہڑے روتے ہین اور گرد و غبار ریش مبارک
پر اوسی اور ہاتھ مین ایک شیشہ ہی جسمین خون بھرا ہوا ہے اوسوقت مینے

سینہ پر اسکو لئے پوچھا کہ روحی فداک یا رسول اللہ یہہ کیا حال ہی آپنے فرمایا کہ اے
ام سلمہ کیا حال پوچھتی ہو اسوقت فرزند دلبند میرا حسین قتل ہوا اور آج اس شب
میں صبح سی اوسکا اور اوسکے ساتہیوں کا خون بہرتا پہرتا ہوں اور اسیطرح عبد اللہ ابن
عباس نے آپکو اوسروز خواب میں دیکہا تہا **روایت ہے** کہ جنگ بدر میں کفار
مکہ کے ساتہہ حضرت عباس بن عبد المطلب حالت کفر میں جب قید ہو کر آئے تہے
تو اون کی گریہ وزاری سی تمام رات جناب رسالتمآب نے آرام نفرمایا تہا اور وحشی قاتل
امیر حمزہ کی صورت سے باوصف ایمان لانے اور توبہ کرنیکے آپ بیزار تہے
یہاں سے غور کرنا چاہیے کہ اہلبیت اطہار کی تشنگی اور ننہے ننہے بچوں کی اذیت اور
حضرت امام برحق کی شہادت سی کیا کچہہ صدمہ عنصر لطیف اور روح شریف کو
نہوا ہوگا کہ جسکے بیان کرنے میں قلم کا سینہ شق ہوا جاتا ہے سچ یہہ ہی کہ حضرت
آدم کیوقت سی آجتک ایسا واقعہ عبرت انگیز اور سانحہ قیامت خیز کسی نبی کی اہلبیت
پر نہیں گذرا اور خون رونا آسمان و زمین کا اور سیاہ ہونا تمام دنیا کا تین
دن تک اور ٹپکنا خون کا ہر درخت اور پتہر اور دیوار و در سے اور نوحہ کرنا جنات کا
کیا تعجب ہی بلکہ اوسی وقت اگر قیامت قائم ہو جاتی اور ہر شقی کو اوسی وقت
سزا ملجاتی تو کچہہ تعجب نہ تہا پر قیامت قریب ہی اور حق تعالی نے ہر ایک چیز کا ایک
وقت مقرر کیا ہی اور روایت کی ہی ابو نعیم نے حبیب بن ثابت سے کہ جب
حضرت امام علیہ السلام نے شہادت پائی اوس روز جن اور پری آپس میں نوحہ و زاری

کرتے تہی اور آسمان سے اون کی رونی کی آواز آتی تہی جنات انہین یون کہتی تہی اور
اسطرح باواز بلند کہتی تہی قطعہ مَسَحَ النَّبِیُّ جَبِینَہٗ * فَلَہٗ بَرِیقٌ فِی الْخُدُودِ * اَبَوَاہُ فِی عُلْیَا
قُرَیْشٍ * وَجَدُّہٗ خَیْرُ الْجُدُودِ * روایت ہے کہ حضرت ام سلمہ نے جنون کا
نوحہ اور آہ وزاری سنی اور اسقدر روئین کہ روتے روتے بیہوش ہوگئین الغرض
حضرت امام علیہ السلام پر تو رونا قیامت تک سب مسلمانون کے واسطے باقی رہا اور
خاص عاشورہ کا تو وہ دن ہے کہ حضرت امام برحق کا غم والم تازہ ہوتا ہے
اور خاص اوسدن تو بلاشک روئے جناب سید المرسلین کے ساتھہ حورین عین حضرت
فاطمہ زہرا کے ساتھہ اولیا روئے حضرت شیر خدا علی مرتضی کے ساتھہ نظم

اندرین غم سے نہین ارض وسما بگریستند	اہل عالم از ثریا تا ثری بگریستند
در ہوای آن لب محروم از آب فرات	ماہی اندر آب ومرغ اندر ہوا بگریستند
اولیا گشتند ہمراہ مرتضی زاری کنان	انبیا بر اتفاق مصطفی بگریستند
در قصور جنت الفردوس حوران سر برہنہ	از برای خاطر خیر النسا بگریستند
محمد عربی پر درود اور سلام	حسین ابن علی اور آل پہو تمام

بیان روانگی اہلبیت اطہار بطرف کوفہ مع سرہای شہدا

روایت ہے کہ جب عمر سعد بدبخت نے عاشورہ کیدن سر مبارک حضرت
امام علیہ السلام کا خولی بن یزید کی سپرد کیا اور دوسرے روز مقام کرکے اپنی طرف
کے لوگون کو جو واصل جہنم ہوئی تہی دفن کیا اور امام علیہ السلام کے جسم لطیف او

جسوقت شمر نے گھوڑون کی ٹاپون سے چور چور کرڈالا تب بارہوین تاریخ محرم کی شہیدون کے سرون کو برچہیون اور نیزون پر چڑہاکر میدان کربلا سے کوفہ کو لیچلا اہلبیت اطہار اوسکے پنجۂ ظلم مین گرفتار ہر طرح کی بے ادبی سے کشف حجاب پروردگار بین اونٹون پر سوار تہے آگے آگے شہیدون کے سر نیزون پر نمودار پیچہے پیچہے حضرت زینب کلثوم اور عابد بیمار خوف کے مارے کسیسے نہ بول سکتے سکتے کی حالت مین ہر ایک کا مونہہ تکتے تہے جسوقت میدان کربلا مین ہوکر اہلبیت کا گذر ہوا اوسوقت شہیدون کی لاشون کو خاک و خون مین پڑا دیکہکر ایسا شور نالہ و زاری بلند کیا کہ آسمان و زمین پر لرزہ طاری ہوگیا **نظم**

چون راہ شان بمعرکۂ کربلا فتاد	گردون لفکر سوزش و زجنبش اوفتاد
تابان بہ نیزہ رفت سر سروران دین	جمازہاے پردگیان از رفتار افتاد
از تند باد حادثہ دیدند ہر طرف	سروے ز پا درآمدہ و نخلے ز پا فتاد
ماندہ بہر طرف نگران چشم حسرتی	در جستجوے کشتۂ خود تا کجا فتاد
ناگہ نگاہ پردگی حجلۂ بتول	بر پارۂ تن حسن علی مرتضی فتاد
بیخود کشید نالۂ ہذا اخی چنان	کز نالہ اش بگنبد گردون صدا فتاد

پس کرد رو بہ یثرب و از دل کشید آہ
نالہ بگریہ گفت بہ بین یا محمدا آہ

این رفتہ سر بہ نیزہ ز اعدا حسین تست	وین ماندہ بر زمین تن تنہا حسین تست

این پر گشاده مرغ همایون کوی خلد — کش پر ز تیر رسته بر اعضا حسین تست
این سر بریده از ستم زال روزگار — کز یاد برده ماتم یحیی حسین تست
این مهر منکسف که غبار مصیبتش — تاریک کرده چشم مسیحا حسین تست
این ماه منخسف که پروین اشک اهلبیت — گویی گسسته عقد ثریا حسین تست

اندک چو کرد دل تهی از شکوه یا رسول
گیسو گشوده دید سوی مرقد بتول

کای بانوی بهشت بیا حال ما ببین — ما را بصد هزار بلا مبتلا ببین
بنگر بحال زار جوانان هاشمی — مردان شان شهید و زنان در عزا ببین
آن گلبنی که از دم روح الامین شگفت — خشک از سموم حادثهٔ کربلا ببین
وان سینه که مخزن علم رسول بود — از شست کین نشانهٔ تیر بلا ببین
وان گردنی که داشت حمایل ز دست او — چون بسملش بریده ز تیغ جفا ببین
با این جفا نیند پشیمان وفا نگر — با این خطا زنند دم از دین حیا ببین

لختی چو داد شرح غم دل بمادرش
آورد رو به پیکر پاک برادرش

کای جان پاک بی تو مرا جان بتن دریغ — از تیغ ظلم کشته و زنده من دریغ
عریان چراست این تن بی سر که نبود — بر کشتگان آل پیمبر کفن دریغ
شیر خدا بخواب خوش و کرده گرگ چرخ — رنگین بخون یال سفید پیرهن دریغ

آل زیاد کامرو اور وطن ور یغ		آل نبی غریب و بدست ستم اسیر

اسی طرح جب قطع منازل کرکے کوفہ مین پہونچے تو لوگ کوچہ و بازار مین اپنے در و
بام پر کہڑے ہوئی اہلبیت اطہار کا یہہ حال دیکہکر روتے تہے اور بیہوش ہو
جاتے تہے اوس روز ابن زیاد بدنہادنی دربار عام کیا تہا اور اوسی دربار عام مین
اہلبیت اطہار کو مع سرہای شہدای کربلا کے بلالیا تہا اور امام علیہ السلام کا سر مبارک
طشت مین اپنے سامنے رکھکر مسکرایا اور ایک چہڑی اوس مردود کے ہاتہہ مین تہی
بار بار امام علیہ السلام کے لب و دندان پر مارتا تہا اور کہتا تہا اسی موںہہ سے دعوی
خلافت کا رکہتے تہی اوسوقت حضرت زید بن ارقم رسول اللہ کے صحابی وہان
موجود تہے اونہون نے فرمایا کہ اے مردود یہہ کیا بے ادبی کرتا ہے کہ حسین
علیہ السلام کے لب و دندان پر چہڑی مارتا ہے قسم خدا کی بارہا دیکہا ہے مینے کہ
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ دیا کرتے تہے ان لب و دندان مبارک پر
اور تو چہڑی مارتا ہے اوس مردود نے جواب دیا کہ ای زید بن ارقم اگر تو پیر ضعیف
اور بیعقل نہوتا تو تجہکو ابہی قتل کرتا اونہون نے فرمایا کہ جب تو نے نبی کے فرزند اور
رسول مقبول کے حرم ارجمند کے ساتہہ یہہ معاملہ کیا ہے تو ہم لوگ کس شمار مین ہین
ای ابن زیاد کل کی بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہین امام علیہ السلام کو
جنکا سر مبارک آج تیرے سامنے طشت مین رکہا ہے اپنے زانو پر بیٹہا کر فرمایا تہا کہ خداوندا
امام حسین اور امام حسن علیہم السلام کو مین تیرے اور تیرے نیک بندون کے سپرد کرتا ہون

سو افسوس لعد نبی کے تم اہل کوفہ نے اس امانت مین ایسی خیانت کی کہ رسول مقبول کے فرزند کا سر نیزہ پر چڑہایا اور اوسکی اہلبیت اطہار کو دربار عام مین بے پردہ اسیر کرکے بلایا اسکی جزا منتقم حقیقی تجہکو دیگا انشاء اللہ تعالی روایت ہے کہ جسوقت عمر سعد بدبخت ابن زیاد بد نہاد کے دربار مین آیا اور حرم محترم کو اوسکے سامنے لایا اوس نے ایکایک کا حال دریافت کیا جسوقت نظر اوس مردود کی حضرت امام سید الساجدین یعنی جناب زین العابدین پر پڑی پوچہا کہ یہہ کسکا فرزند ہے عمر سعد نے کہا کہ لڑکا امام حسین علیہ السلام کا ہی اور بسبب بیماری کے بچ رہا ہے اوس مردود نے غضبناک ہوکر کہا کہ تجہکو حکم تہا کہ کوئی طفل شیرخوار تک آل عبا کا باقی نرہے تو نے انکو کسولئے چہوڑ دیا یہہ کہکر اوس موذی نے اونکے بہی قتل کا حکم دیا اوسوقت حضرت زینب اور کلثوم سینہ سپر ہوگئین اور فرمانے لگین کہ ہمارے خاندان مین مردون کے نام سے صرف یہہ ایک دم باقی ہے سو اوسکو بہی تو اسدم شہید کرتا ہے تو پہلے ہم سب کو قتل کرلے پیچہے اس لڑکے کو قتل کیجو اوسوقت حضرت زینب نے ایسے کلام اوس شقی سے کئے کہ جواب مین عاری ہوگیا اور حضرت زین العابدین کے خون سے درگذرا راوی لکہتا ہی کہ بعد سوال و جواب کے ابن زیاد بد نہاد نے حکم دیا کہ اسیران اہلبیت کو قید خانہ مین لیجاؤ اور حسین علیہ السلام کا سر مبارک نیزہ پر چڑہا کر کوفہ کے کوچہ و بازار مین پہراؤ چنانچہ حضرت امام علیہ السلام کا سر مبارک نیزہ پر چڑہا کر کوفہ کی گلیون اور بازارون مین پہرایا اور تمام اہل کوفہ کو دکہایا حضرت زید

ارقم روایت کرتے ہین کہ جسوقت حضرت امام علیہ السّلام کا سر مبارک میرے مکان کے قریب آیا مین اپنے بالاخانہ پر ایک کھڑکی مین بیٹھا تہا اور کلام اللہ پڑہتا تہا جسوقت اس آیت پر پہونچا۔ ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من ایاتنا عجبا تو اوس حلق مقدس نے یہہ بات فرمائی۔ ان حالی اعجب منہ جب یہہ کلام امام مظلوم کے سر مبارک سے مینے سنا تو رونگٹے میرے بدن کے خوف سے کھڑے ہوگئے اور مینے روکر کہا کہ ای فرزند رسول اللہ آپکا حال تو بیشک اصحاب کہف اور رقیم سے کہین زیادہ ہے۔ ای لوگو مقام عبرت ہے کہ جو سر شب و روز آغوش پیغمبر مین رہا کرتا تہا وہی سر نیزہ پر چڑہایا جاوے اور کوفہ کی گلیون مین پھرایا جاوے کیا خوب کلام شاعر ہے قطعہ

تو نالی از خلش و خار زنگری کہ سپہر	سر حسین علی بر سنان بگرداند
ید و بشادی و اندوہ دل منہ کہ قضا	چو قرعہ بر بساط امتحان بگرداند
یزید را بہ بساط خلیفہ بنشاند	کلیم را بلباس شبان بگرداند

بیان روانگی بندیان اہلبیت اطہار از کوفہ بدمشق نزد یزید پلید

روایت ہے کہ جب کوفہ مین سر مبارک کو ابن زیاد بدنہاد پھرا چکا اور اسیران اہلبیت کو طرح طرح کے صدمے پہونچا چکا اوسکے بعد یزید پلید کے پاس روانہ کرنیکا ارادہ کیا اور سامان سفر کا آمادہ ہوا شمر ذوالجوشن کو پانچ ہزار سوار کے ساتھ مقرر کیا کہ بندیان اہلبیت اطہار اور سرہا شہدای کربلا کو

یزید پلید کے پاس پہونچا۔ چنانچہ بعد کئی دن کے قافلہ اہلبیت کا مع سرہاے
شہدا شمر ذو الجوشن کی حراست مین کوفہ سے دمشق کو روانہ ہوا تمام شہدا کے سر نیزون پر
آگے آگے چلے جاتے تھے اور پیچھے پیچھے بندیان اہلبیت روتے ہوئے چلے آتے
تھے اور سب سرون مین امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک ایسا منور تھا کہ جیسے
ستارون مین قمر یا شفق کے بیچ مین مہر انور ہر منزل مین نئی طرح کی واردات اور
ہر مقام پر نئی طرح کی کرامات اوس فرق اقدس سے صادر ہوتی تہین کہ عقل بشر
اوس کے بیان سے قاصر ہے۔ الحاصل بعد قطع منازل جب قافلہ شہر دمشق مین
پہونچا یزید پلید نے تمام شہر کو آراستہ کیا اور سامان جشن درست کر دیا نوبت خوشی
کی بجوائی اپنے محلون مین طرح طرح کی آراستگی کرائی دربار عام کا حکم دیا
جب کہ سب طرف کے ایلچی اور امراے شام آکر دربار مین حاضر ہوئے اوسوقت
یزید پلید تخت حکومت پر بیٹھا اور اسیران اہلبیت کو مع سرہاے شہدا دربار عام
مین طلب کیا شمر ذو الجوشن اسیران اہلبیت کو مع سرہاے شہدا اوسکے سامنے
لایا اوس مردود نے ایک ایک کا حال پوچھا جسوقت امام علیہ السلام کا سر مبارک
دیکھا ایک طشت زرین مین اپنے سامنے رکھا اور ایک چھڑی جو اوسکے
ہاتھہ مین تھی بار بار اون لب و دندان مبارک پر لگاتا تہا اور کہتا تہا کہ اے
ابو عبد اللہ مجھکو یہہ گمان نہ تہا کہ تیری مدت عمر یہان تک پہونچی ہوگی۔ اور کتاب
مناقب السادات مین لکھا ہے کہ جسوقت حسین علیہ السلام کا سر مبارک یزید پلید

نے سونے کے طشت مین رکھا اوسوقت بہت خوش ہوا اور شراب پیکر سر مبارک
کے ساتھہ طرح طرح کی اہانت کرنے لگا اوسوقت بعضے صحابی رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کے اوسکے دربار مین موجود تھے یہہ حال دیکھکر رونے لگے اور فرمانے
لگے کہ ای ملعون یہہ کیا بے ادبی ہے جو تو سر حسین علیہ السلام کے ساتھہ کرتا ہے
ہمنے بارہا دیکھا ہے کہ رسول مقبول ان لب و دندان کو بوسہ دیتے تھے اور حسین
علیہ السلام کو اپنے زانو پر بیٹھاتے تھے اوس روز یزید پلید نے ساتھہ صحابہ جلیل القدر
کو شہید کرایا اور اوسکے دربار مین عجیب طرح کا تلاطم برپا تہا العیاذ باللہ کیا شقاوت
تہی کہ یزید پلید نے حسین علیہ السلام کے طرفدارون تک کو شہید کرایا قیامت کے روز کیا جواب دیگا

ترسم جزاے قاتل او چون رقم زنند — نظم — یکبار بر جریدۂ رحمت قلم زنند

ترسم کزین گناہ شفیعان روز حشر	دارند شرم کز گنہ خلق دم زنند
دست عتاب حق بدر آید ز آستین	چون اہلبیت دست بر اہل ستم زنند
آہ از دمے کہ با کفن خونچکان ز خاک	آل نبی چو شعلۂ آتش علم زنند
فریاد ازان زمان کہ جوانان اہلبیت	گلگون کفن بعرصۂ محشر قدم زنند
از صاحب حرم چہ توقع کنند باز	آن ناکسان کہ تیغ بصید حرم زنند

پس بر سنان کنند سری را کہ جبرئیل
شوید غبار گیسوش از آب سلسبیل

روایت کہ جسوقت لب و دندان مبارک سے یزید پلید نے تیغ زنی

لگائی اوسوقت سمرہ بن جندب حاضر تھے یہہ حال دیکھکر اون سے ضبط گریہ نہوسکا
بے اختیار رو کر فرمانے لگے قطع اللہ یدک یا یزید چھڑی مارتا ہے اوس لب و دندان پر
جو بوسہ گاہ نبوی ہے یزید ملعون نے کہا کہ ای سمرہ اگر تونے رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نہ اوٹھائی ہوتی تو بیشک تجھکو اسوقت قتل کرتا
اونہون نے فرمایا کہ سبحان اللہ میرے حق مین تو صرف صحبت رسول کا خیال ہے
اور خاص فرزندان رسول و جگر گوشگان بتول کا یہہ حال کیا کہ کوئی کافر بھی کسی
مسلمان کے ساتھہ ایسا نہین کرتا ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
یہہ فرماکر روتے ہوئے اوس دربار سے اوٹھے اور تمام حاضرین دربار رونے لگے

روایت ہے کہ ایک سوداگر یہودی بہی اوس روز دربار یزید مین حاضر
تہا یزید پلید سے پوچھا کہ یہہ سر مبارک جو طشت مین تیرے سامنے رکھا ہوا ہے
کسکا ہے اوس نے کہا اس شخص نے دعوی خلافت کا کیا تہا یہودی نے کہا شاید اپنی
قوم مین رئیس ہوگا جو دعوی خلافت اور امامت کا رکھتا تہا یزید نے کہا ہان یہہ
شخص اشراف بنی ہاشم سے تہا یہودی نے پوچھا کہ کیا نام رکھتا تہا یزید نے کہا کہ حسین
علیہ السلام پوچھا اسکے باپ کا نام کہا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ پوچھا اسکی مان کا نام
کہا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا پوچھا فاطمہ کسکی لڑکی تہی کہا پیغمبر خدا احمد مجتبے صلی اللہ
علیہ وسلم کی یہودی نے یہہ سنکر عمامہ سر سے پہینکدیا اور رو کر کہنے لگا کہ یہہ کیون نہین
کہتے کہ تمہارے نبی کا فرزند ہے اور یہہ سب قافلہ اور ذریات رسول اولاد کی ہوتی ہے

ای یزید پلید ہمارے اور حضرت داود پیغمبر کے واسطہ ستر پشت کا ہے اور
اتبک تعظیم اور توقیر میری یہودی لوگ کرتے ہین کل کی بات ہی جو جناب محمد مصطفے
صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے انتقال فرمایا ہے اور آج تمنے اپنے پیغمبر کی
آل اور اولاد کے ساتھہ یہہ معاملہ کیا ہے کہ سلف سے آج تک کسی نے دیکھا نہ سنا
اور پھر دعوی اسلام ہے۔ **روایت ہے** کہ جسوقت یزید سر مبارک کے
ساتھہ بے ادبی کرتا تہا اوسوقت ایک ایلچی قیصر روم کا اوسکے دربار مین حاضر تہا
حضرت امام علیہ السلام کا سر مبارک دیکھکر بے اختیار فریاد و زاری کرنے لگا اور
کہنے لگا ای یزید کل کی بات ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رحلت
فرمائی ہے اور آج تو نے اون کے فرزند کا یہہ حال کیا ہے اور جناب احمد مجتبی
کی ذریات طیبات کو بے پردہ دربار عام مین بلایا ہے ای یزید اتبک بعض جزایر
مین عیسی علیہ السلام کے سم کا نشان باقی ہے وہان ہم لوگ زیارت کیواسطے
جاتے ہین اور موافق اپنے مقدور کے نذر چڑہاتے ہین اور اوس نشان سم
کی تعظیم بجالاتے ہین افسوس صد ہزار افسوس کہ تمنے ظاہر اپنے نبی کے فرزند کو
جو راحت جان رسول اور قوت روح بتول تہا قتل کر ڈالا اور اوسکی آل و اولاد کو
طرح طرح کی تکلیف پہونچا کر اپنے دل کا غبار نکالا یزید پلید نے جواب دیا کہ اگر تو
قیصر روم کا رسول نہوتا تو تجھکو اس بات پر بیشک قتل کرتا اوس نے جواب دیا کہ
لعنت خدا کی تجہپر ای یزید کہ رسول قیصر [illegible] تو یہہ بچانا اور اولاد رسول کا [illegible]

کے ساتھہ یہہ معاملہ ننتقم حقیقی قیامت کے دن اس ظلم کی جزا تجھکو اور تیرے ساتھیون کو انشاء اللہ تعالی دیگا یہہ کہا اور رسول قیصر روم مغموم ہوکر اوسکے دربار سے چلا آیا **روایت ہے** کہ جب سب طرف سے دربار مین یزید پلید کو لعنت اور ملامت ہونے لگی اوسوقت اوسنے مردون سے کلام ترک کیا اور بیبیان اہلبیت کو اپنے سامنے بلایا حضرت زینب اور کلثوم تشریف لائین جسوقت اون کی نظر بہائی کے سر مقدس پر پڑی واجداہ وامحمداہ کہکر رونے لگین اور حضرت زینب نے فرمایا کہ ای یزید آج تو نے اپنی عورات کو پردہ مین بٹہایا اور نظر خلایق سے بچایا ہے اور حرم رسول مقبول کو بے پردہ کرکے اونٹون پر سوار کرایا اور مجمع عام مین اسطرح بلایا کل قیامت کے دن رسول مقبول کو کیا جواب دیگا یزید نے پوچہا کہ یہہ کون ہے لوگون نے جواب دیا کہ حضرت حسین سید الشہدا کی بہن اور جناب فاطمہ زہرا کی دختر زینب نام یہی ہین بعد اوسکے حضرت ام کلثوم نے فرمایا کہ اے یزید بہائی کی محبت اسوقت میرے دل مین جوش زن ہے اگر تو اجازت دے تو بہائی کا سر اوٹہا کر اپنے گلے سے لگالون اور اوسکے لب و دندان پر اپنے لب و دندان ملون اوس نے اجازت دی حضرت ام کلثوم نے بہائی کے سر مقدس کو ہاتہہ مین لیا اور لپٹ کر اسقدر روئین کہ بیہوش ہو گئین جب ہوش آیا یزید پلید سے یہہ فرمانے لگین کہ اے یزید دنیا چند روز ہے ہمارا اور تیرا انصاف قیامت کے دن انشاء اللہ تعالی ہوگا یزید پلید یہہ سنکر ترش رو ہوا اور حضرت

امام زین العابدین کو پوچھا کہ یہہ کسکا لڑکا ہے لوگون نے کہا کہ علی بن حسین
علیہ السلام ہے علی اکبر اور علی اصغر تو شہید ہو گئے یہہ بستر بیماری پر پڑے
تہے اسواسطے اسیر کرکے تیرے روبرو لائے گئے ہین یزید حضرت امام زین العابدین
کیطرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ ای فرزند حسین باپ تیرا چاہتا تہا کہ مسند خلافت پر
بیٹہے اور خطبہ اوسکے نام کا پڑہا جاے سو باپ تمہارا اپنی مراد کو نہ پہونچا حضرت
امام زین العابدین نے جواب دیا کہ اے یزید پلید یہہ منبر جو مسجدون مین رکہے
ہین ہمارے باپ دادے کے ہین یا تیرے باپ دادے کے اور خلافت
اور امامت ہمارے خاندان کی میراث ہے کہ راہ خدا مین جہاد کرکے ہم اور دین
متین کو دنیا مین پہیلایا ہے اور تیرے باپ دادے نے ہمارے گہر سے ایمان
پایا ہے یزید یہہ سنکر غضبناک ہوا اور جلاد کو حکم دیا کہ اس لڑکے کو بہی قتل کرکے
سر اسکا میرے پاس لا اوسوقت حضرت زینب اور ام کلثوم سینہ سپر ہوئین اور
فرمانے لگین کہ اے یزید تمام خاندان رسول مقبول کو قتل کیا اور ابہی تک
قتل کرنے سے باز نہین آتا اب حرم رسول مقبول کا محرم سوا اس لڑکے کے اور
کون باقی رہا ہے کیا یہہ چاہتا ہے کہ رسول مقبول کی اولاد دنیا مین باقی نرہے
کیا یہہ چاہتا ہے کہ نبی کے مزار پر چراغ جلانے والا کوئی نہو وے غرض اسطرح
کے کلمات سنکر یزید پلید کے بدن پر رعشہ ہوا اور حضرت امام زین العابدین کے
خون سے درگذرا

کاش آن زمان سرادق گردون نگون شدے
وین خرگہ بلند ستون بیستون شدے

کاش آن زمان کہ پیکر او شد درون خاک
جان جہانیان ہمہ از تن برون شدے

کاش آن زمان کہ کشتی آل نبی شکست
عالم تمام غرقہ دریاے خون شدے

این انتقام گر نفتادے بروز حشر
با این عمل معاملہ دہر چون شدے

آل نبی چو دست تظلم بر آورند
ارکان عرش را بہ تزلزل در آورند

روایت ہے کہ یزید پلید نے حضرت امام زین العابدینؑ سے کہا کہ اے فرزند حسینؑ تم میرے لڑکے سے جو تمہارے سامنے اسوقت کہڑا ہے کشتی لڑو تاکہ معلوم ہو کہ کس مین زور زیادہ ہے حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ اے یزید کشتی لڑنا ہمارا کام نہین ہے اگر تجہے شجاعت ہاشمی کا زور دیکہنا ہے تو ایک تلوار اپنے لڑکے کے ہاتہہ مین دے اور ایک میرے ہاتہہ مین دیدے تاکہ تجہکو زور ہاشمی دکہا دون یزید اسپر راضی نہوا اتنے مین نوبت بجنے لگی یزید کے لڑکے نے کہا کہ اے فرزند حسینؑ یہہ نوبت تو میرے باپ کے نام کی ہے اور تمہارے باپ کے نام کی نوبت کہان ہے حضرت امام زین العابدین نے سر جہکا لیا اور خاموش ہو رہے تہوڑی دیر نگذری تہی کہ موذن نے اذان دی جب صدا اکبر اللہ اکبر کی اوسوقت حضرت امام زین العابدین نے فرمایا کہ اے پسر یزید یہہ نوبت میرے باپ کے نام کی ہے کہ تا قیام قیامت اسیطرح بجتی رہے گی اور تیرے باپ کی

نوبت پہنچ گئی ہے ای یزید سچ بتا کہ جبرئیل ہمارے گھر آیا کرتے تھے یا تیری
گھر وحی ہمارے یہاں اوترتی ہے یا تیرے یہاں آیہ تطہیر ہمارے حق مین
نازل ہوئی ہے یا تیرے حق مین الغرض اوس روز امام زین العابدین سے اسقدر
گفتگو دراز ہوئی کہ سننے والون کے رونگٹے ہیبت سے کھڑے ہوگئے

روایت ہے کہ جب یزید پلید حضرت امام زین العابدین سے قائل ہوا
اوسوقت کہنے لگا کہ ای امام اگر کوئی حاجت رکھتے ہو تو بیان کرو آپنے فرمایا کہ ای
یزید چار حاجتین کہتا ہون ایک تو یہہ کہ میرے باپ کے قاتل کو میرے حوالہ کر
تاکہ اپنے ہاتھہ سے اوسے گردن مارون اس بات سے یزید نے انکار کیا تب
امام نے فرمایا کہ میرے باپ کا سر مجھکو دے تاکہ تن مقدس سے ملاکر دفن کرون
تیسرے بندیان اہلبیت کو چھوڑ دے تاکہ سب کو اپنے ساتھہ مدینہ منورہ لیجاؤن
اور اپنے جد بزرگوار کے روضہ منورہ پر جاکر عبادت الہی مین مشغول رہون چوتھے
کل جمعہ کا دن ہے مجھکو یہہ امید ہے کہ کل جامع مسجد مین خطبہ پڑہون یزید نے
یہہ سب قبول کیا اور اہلبیت اطہار کو ایک تیرہ و تاریک مکان مین بھیجدیا جب کہ
دوسرا دن ہوا اور نماز جمعہ کا وقت آیا حضرت امام زین العابدین بحکم یزید جامع مسجد
مین تشریف لائے اوس روز جامع مسجد مین اسقدر خلقت کا ہجوم کہ کسی کو جگہہ نہ ملتی
تھی القصہ یزید پلید نے باصرار تمام اپنا وعدہ پورا کیا اور امام زین العابدین کو خطبہ
پڑہنے کا حکم دیا جسوقت حضرت امام منبر پر آئے ایک خطبہ مشعر حمد الہی و نعت حضرت

رسالت پناہی پڑھ کر بیان کیا کہ اے لوگو جو مجھکو جانتا ہے وہ مجھکو اور میرے
خاندان کو جانتا ہے اور جو نجانتا ہو وہ آج اسوقت جانے اور پہچانے کہ مین
فرزند حسین ذبیح خنجر جفا کا ہون بھتیجا حضرت امام حسن مجتبیٰ کا ہون مین وہ ہون
کہ جبرئیل میرے گھر آیا کرتے تھے مین وہ ہون کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
بہشت کے میوے کھلایا کرتے تھے باپ میرا جو نور دیدہ مصطفےٰ اور سر و سینہ
مرتضیٰ تہا اوسکو تہا مینون نے بہوکا پیاسا بے یار و آشنا تن تنہا میدان کربلا مین
شہید کر ڈالا اور عورات کو اسیر کر کے بے پردہ اونٹون پر سوار کرایا اور یزید نے
بلوہ عام مین آج اسطرح ہم سب کو بلایا یہہ حال سنکر مسجد مین شور قیامت برپا ہوا
تمام لوگ باواز بلند رونے لگے یزید اس نوحہ زاری سے ڈرا اور موذن کو
اذان کا حکم دیا موذن پکارا اللہ اکبر اللہ اکبر جسوقت موذن نے کہا اشہد ان
محمد الرسول اللہ حضرت امام زین العابدین نے منبر سے اوتر کر عمامہ اپنے
سر کا جدا کیا اور کہا اے موذن برائے خدا ذرا خاموش ہو موذن خاموش ہوا
حضرت امام زین العابدین نے یزید کے پاس آکر کہا کہ اے یزید سچ بتا کہ یہہ محمد الرسول اللہ
میرے جد بزرگوار ہین یا تیرے اور اگر میرے جد بزرگوار جانتا ہے تو پھر کسواسطے
تو نے میرے باپ حسین ابن علی کو قتل کرایا اور رسول مقبول کی عترت طاہرہ کو قیدیون کی
طرح شہر بشہر پھرایا اور رخنہ دین متین مین ڈالا تمام لوگ مسجد مین روتے
روتے بیہوش ہونے لگے اور اپنی زبان کہونے لگی الغرض اوسی حالت مین یزید

کے اشارے سے موذن نے اذان پوری کی اور لوگون نے نماز ادا کی غرض ایسا
روز جامع مسجد مین ایسا شور قیامت برپا ہوا تہا کہ کسی کو اپنے تن بدن کا ہوش نتہا

لکہتا ہے یون راوی زیبا رقم ہوگئے زندان مین جو داخل حرم

اونمین تہی ایک دختر حضرت امام روتی تہی ہجران پدر مین مدام

باپ سے رکہتی تہی محبت کمال قید مین جا کر ہوئی غم سے نڈہال

باپ کی ہر وقت اوسے یاد تہی دمبدم آمادۂ فریاد تہی

ڈہونڈہتی تہی باپ کو دن رات وہ کاٹتی تہی رونے مین اوقات وہ

باپ کی گودی مین جو وہ رہتی تہے این ابی این ابی کہتی تہے

ہو نہ ہین زبان نام پدر کے لئے خون جگر دیدۂ تر سے لئے

بیبیان سمجہاتی تہین لیکن اوسے روتے ہی ہوتا تہا اب دن اوسے

قید مین ایک رات جو سوئی غریب کثرت اندوہ مین جاگے نصیب

خواب مین دیکہا کہ جناب حسین آئے ہین زندان مین بصد شور و شین

گود مین لیکر کہا اے میری جان ہجر مین کیون کرتی ہے شور و فغان

قید مین جس وقت کہ تو روتی ہے مجہکو بہی تکلیف بہت ہوتی ہے

روتی ہے گویا وہین میرے اوداس جلد تو آجائے گی اب میرے پاس

صدمے مصیبت دکہاتی ہے تو روتی ہے اور سب کو رولاتی ہے تو

اتنے مین جو آنکہ کہلی خواب سے اشک روان دیدۂ پرآب سے

اوٹھی جو بستر سے وہ اندوہگین — باپ کو ڈھونڈا تو نپایا کہین
خواب کی باتین ہوئین بالکل خیال — وہی مکان وہی زمین وہی حال
شور و فریاد جو کی بے شمار — خواب سے سب چونک پڑے ایکبار
بیبیان سمجھاتی تھین اسے نورعین — تو سے کہان اور کہان ہین حسین
خلد مین وہ حضرت احمد کے پاس — فاطمہ زہرا و محمد کے پاس
بولی کہ وہ پاس میرے آئے تھے — گلے تسلی کے بہی فرمائے تھے
جلد بتاؤ کہ کہان ہین پدر — ورنہ مین مر جاؤنگی شوریدہ سر
پہونچی یہہ آواز بگوش یزید — جاگ پڑا خواب سے بہی وہ پلید
بولا کہ زندان مین یہہ شور و فغان — کسکے سبب ہوتا ہے پوچھو وہان
بولے کہ ایک دختر معصوم ہے — باپ کے ہجران مین وہ مغموم ہے
شوق بہرا تہا دل بیتاب مین — باپ کو دیکھا ہے ابہی خواب مین
صدمۂ ہجران کو اوٹھاتی ہے وہ — روتی ہے اور سب کو رولاتی ہے وہ
ق
بولا کہ بس دردکی اوسکے دوا — پاس میرے ہے اگر ہووے شفا
میرے خزانہ مین سر پاک ہے — اوسکے مرض کے لئے تریاک ہے
الغرض اوسنے سر سرداردین — اپنے خزانہ سے منگایا [illegible]
طشت طلائی مین تہا اسطرح سر — جیسے کہ افلاک پہ شمس و قمر
آیا جو زندان مین وہ سرور کا سر — تازہ دوبارہ ہوا داغ جگر

حشر بپا گریہ وزاری سے تھا — رونا نہ کم ابر بہاری سے تھا

صدمہ جو گذرا دل صد چاک پر — دختر معصوم گری خاک پر

رو کے کہا ہے ہے بابا حسین — چھوٹ کے جھک گئے تنہا حسین

باپ کا سر دیکھتے ہی مر گئے — عالم ہستی سے سفر کر گئے

مرنے سے اوس دختر معصوم کے — ہوش گئے زینب و کلثوم کے

گرچہ وہ گھر پہلے سے تہا غمکدہ — مرنے سے اوسکے ہوا ماتمکدہ

خلق میں ہے جتنی مصیبت کا نام — ختم ہوئی آل نبی پر تمام

محمد عربی پر درود اور سلام — حسین ابن علی اور آل پر ہو تمام

بیان روانگی اہلبیت اطہار از دمشق بطرف مدینہ منورہ

روایت ہے کہ جب یزید پلید اپنے دل کا حوصلہ پورا کر چکا اور ذریات رسول مقبول اور اولاد بتول کو طرح طرح کے صدمات پہونچا چکا بعد اوسکے سامان سفر کا مہیا کیا اور سب کو مدینہ طیبہ کیطرف روانہ کرنے کا حکم دیا اور کچھہ زاد راہ وغیرہ بھی درست کرکے نعمان بن بشیر کو مع چند سوارون کے حفاظت کیواسطے مقرر کیا چنانچہ حضرت امام زین العابدین نے حضرت امام علیہ السلام کا سر مبارک لیا اور شہیدون کے سرون کو بھی یزید سے لیکر عازم مدینہ منورہ ہوئے۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ کسطرح مدینہ سے تشریف لائے تھے اور اب کسطرح اودھر کو جاتے ہین۔ الحاصل ذریات رسول مقبول بدیدہ نم کیا

اور بدل ملول اون سرون کو بنظر تاسف دیکھتے ہوئے مدینہ طیبہ مین آئے
اور نعمان بن بشیر سے جو بہت ارادت اور عقیدت سے پیش آیا تہا اور کمال
اعزاز و احترام سے حرم رسول مقبول کو پہونچایا تہا سب کے سب راضی اور خوشنود
ہوئے اور شفاعت عقبیٰ کا امیدوار کیا روایت ہے کہ جسوقت
مدینہ والون کو خبر ہوئی کہ قافلہ حسین علیہ السلام کا آتا ہے تمام مشتاق زیارت
حسین علیہ السلام کے مدینہ طیبہ سے باہر نکلکر استقبال کو آئے تہے جسوقت
کہ نظر اون کی حضرت امام زین العابدین پر پڑی اور اون کا رونا دیکہا
سب کے سب بے اختیار رونے لگے پھر جسوقت حضرت امام حسین علیہ السلام کا
سر مبارک دیکہا اوسوقت تو مدینہ مین گویا قیامت قائم ہوگئی اوسوقت
کی نالہ و زاری اور ہر ایک کی بیقراری بیان کرنے سے زبان قلم عاجز ہے
خصوصاً حضرت ام سلمہ کا قافلہ مین تشریف لانا اور حضرت امام علیہ السلام کے
سر کو ملاحظہ فرمانا اور ایک ایک کو آغوش مین لیکر رونا اور روتے روتے بیہوش
ہونا کس زبان سے بیان کرون کہ زبان کو بیان کی طاقت اور قلم کو اس حال کے
لکہنے کی جرأت نہین ہے الغرض اوسیطرح حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ذریات
رسول اور اولاد بتول کو اپنے ساتھ لیکر رسول مقبول کے روضہ منورہ پر آئین
اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا وہی سر مبارک جو شب و روز آغوش پیغمبر مین رہتا تہا
نبی کے مزار پر رکھدیا اور ایک آہ سوزناک دل صد چاک سے کہینچکر عرض کیا **نظم**

یا رسول اللہ بیا آر از روضہ سر تا بنگری	اہلبیت خویشتن را زار و غمناک و حزین
در بلاے دشمنان دین گرفتار آمدہ	کس مبادا در جہان ہرگز گرفتار اینچنین

اوسوقت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پہ ایک ایک کا رونا اور حضرت فاطمہ صغرا کا باپ کے واسطے بیتاب ہونا اور خواہران حسین کی گریہ وزاری اور حضرت امام زین العابدین کی فریاد و بیقراری خارج از بیان ہے

یارب بنائے عالم ازین پس خراب باد	افلاک را درنگ و زمین را شتاب باد
تا زور داد خواہی آل نبی شود	از پیش چشم مرتفع این نہ حجاب باد
ہر کاہ اہلبیت گشتند یک زبان	در مہار چرخ چشم کواکب بخواب باد
لب تشنہ شہید جگر گوشہ رسول	ہر جا کہ چشمہ ایست بعالم سراب باد
از نوک نیزہ تافت سر آفتاب دین	در پردہ کسوف نہان آفتاب باد

الحاصل حضرت امام زین العابدین روضہ منورہ سے سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کا اوٹھا کر لائے اور جنت البقیع مین مدفون کیا اور خود یاد الہی مین مصروف ہوکر دنیا کی لذتون کو ترک کردیا رات دن کربلا کی مصیبت کو یاد کرکے رونے سے کام تہا نہ دن کو قرار نہ شب کو آرام باپ کی شفقت کو یاد آتے جہاتے تہے اور اکثر اوقات زبان مبارک سے فرماتے تھے۔

بنگ سے خستہ شد از بس گریستم بے تو	ز سنگ سخت ترم من کہ زیستم بے تو

الحاصل حضرت امام زین العابدین کا رونا تو عالم مین مشہور ہے یعنی بعد قتل

حضرت امام حسین علیہ السلام کے تینتس برس تک زندہ رہے مگر تمام کبھی رونے سے فرصت نپائی اور کبھی باپ کی یاد دل سے نہ بہلائی جب تشنگی غالب ہوتی تو پانی پی لیتے تھے مگر باپ کی پیاس یاد کرکے رو دیتے تھے۔ غور کرنیکا مقام ہے کہ میدان کربلا مین تمام اعزا اور اقارب نے مرتبہ بمرتبہ شربت شہادت نوش فرمایا اور کسی نے بجز اوس تین روز کے اور کچھہ صدمہ نہ اوٹھایا یہان حضرت سید الساجدین امام زین العابدین کو ذرا بچشم خیال اور دیدہ تصور دیکھنا چاہیئے کہ حالت بیماری مین ایک ایک کا جدا جدا صدمہ اوٹھانا اور عورات کے ساتھہ قید ہوکر کوفہ مین جانا اور پھر دمشق مین اہلبیت اطہار کے ساتھہ رہکر طرح طرح کے اوٹھانا اور پھر حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک لیکر مدینہ طیبہ مین آنا ایسا کچھہ صدمہ جان کاہ ہے کہ العیاذ باللہ والغیاث الی حضرت اللہ راوی لکھتا ہے کہ جہان حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے بالاخانہ پر رویا کرتے تھے تو اوس جگہہ آنسو جمع ہوکر پرنالہ کی راہ سے باہر گرتے تھے ایک شخص اوسا راہ سے گذرا اور اوسکے اوپر وہ پانی گرا اوس نے کپڑا دہونے کا ارادہ کیا ایک شخص نے جو حضرت امام علیہ السلام کے رونے سے واقف تہا کہا کہ اے شخص اوس پرنالہ سے جو پانی گرا کرتا ہے وہ آنسو ہین جناب امام زین العابدین علیہ السلام کے کہ باپ کی مصیبت کو یاد کرکے رویا کرتے ہین

اس کپڑے کے دہونے کی کیا حاجت ہے کہ یہہ ہر ایک قطرہ تیرے واسطے سبب نجات آخرت ہے **روایت ہے** کہ ایکبار جناب امام زین العابدین علیہ السلام مدینہ کے کسی بازار کی طرف تشریف لئے جاتے تہے راہ مین ایک قصاب کو دیکہا کہ بکری ذبح کرنے کو لایا ہے اور چہری کو پتہر پر تیز کر رہا ہے آپ نے پوچہا کہ اس بکرے کو دانہ پانی سے بہی سیراب کر لیا ہے یا نہین اوس نے عرض کیا کہ یا امام تین روز سے اسکو برابر دانہ کہلاتا ہون اور پانی وقت پر پلاتا ہون تب آج گہر سے ذبح کرنے کو لایا ہون آپ نے یہہ سنکر ایک آہ سرد دل پر درد سے کہینچی اور رو کر فرمانے لگے کہ کیا کوفیون نے میرے باپ کو اس گوسفند سے بہی کمتر جانا جو تین روز تک بہوکا اور پیاسا میدان کربلا مین رکہا اور اوسیطرح ذبح کر ڈالا یہہ سنکر وہ قصاب اور سارے ہمراہی بیتاب ہو گئے اور اوسوقت عجب طرح کا شور ماتم برپا ہوا۔ غرض کہان تک لکہین کہ حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوات کے وقت سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کسی نبی کی آل اور اولاد پر ایسا سانحہ قیامت زا اور واقعہ عبرت افزا نہین گذرا کہ جو جناب احمد مجتبےٰ اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت اطہار پر گذرا ہے آسمان اور زمین کا اس واقعہ پر خون رونا ایک طرف حق یہہ ہے کہ اگر جناب رحمۃ للعالمین کا واسطہ درمیان مین ہوتا تو عجب نہتا کہ اوسی روز قیامت آتی اور ساری دنیا نیست و نابود ہو جاتی +

نظم خاتمہ از مصنف

بس کن ای صوفی ازین حرف غم افزا بس کن
شمع سان سوخت دل خستہ سراپا بس کن

تا کجا گریہ کنی بر صفت ابر بہار
قطرۂ اشک تو شد صورت دریا بس کن

از زبان قلم خویش عجب عالم
سخنی گوہر نایاب بسفا بس کن

بہر احباب درین دفتر عالم از تو
نظم و نثر ست بسی صوفی شیدا بس کن

نثر خاتمہ از طرف مطبع

جوہر تیغ زبان قلم حمد خداوند عالم ہے کہ جسنے شہدا کو مرتبۂ تقرب عطا فرما کر زندگانی جاوید بخشی اور آب خنجر ناطقہ نعت رسول اکرم ہے کہ جسکی نبوت سنگریزونتک نے شہادت دی۔ لبعد اسکے ارباب فضل و ہنر کی راے عالی پر روشن ہو کہ یہہ کتاب فیض انتساب مقبول کونین ذکر الشہادتین اوّل مرتبہ سنہ ۱۲۸۱ ہجری مین مطبع الہی اگرہ مین چہاپی گئی اور مشتاقین نے بذریعہ خطوط کل جلدین طلب کین حتی کہ مطبع موصوف مین ایک جلد بہی باقی نرہی سبحان اللہ اس مختصر کلام کی کیا قبولیت ہوگی کہ پہلے مرتبہ ایک ہزار جلد فروخت ہولی اور مشتریونکی زبان پر صدا سے ہل من مزید جاری تہی چنانچہ ان طرف سے طلبگاری تہی بعد اوسکے پہر

سوداگروں اور کتب فروشوں کے تقاضے سے ایک ہزار جلد اور چھاپی گئی اور
مصنف مدظلہ العالی نے دوسری مرتبہ نظر ثانی فرما کر قریب دو جزو کے نظم و
نثر اور بڑھائی پھر تو چند مرتبہ اس مطبع میں سال بسال چھپ کر فروخت ہوتی رہی
اور اب پھر چاروں طرف سے آوازہ خریداری بلند اور ہر شخص اس کتاب مقبول کا
خواہشمند تھا اس سبب ایکی دفعہ کمال اہتمام سے مطبع الٰہی آگرہ میں مصنف
دام برکاتہ کی صحت سے ایکہزار جلدیں چھاپی گئیں - یا ایہا المشتاقین صلائے
عام ہے کہ کوئی کتاب بیان شہادت حضرت امام حسنین علیہم السلام میں
بزبان اردو اس سے زیادہ مقبول و مشہور نہیں ہر شخص کو ایک کتاب اپنے
پاس رکھنی بہت ضرور ہے کہ ہر سال محرم میں اسکا پڑھنا اور سننا باعث حصول
ثواب ہے کیونکہ یہہ کتاب لاجواب مقبول بارگاہ رب الارباب ہے

اشتہار جسٹری

چونکہ اس کتاب میں خاص قسم کی محنت نظم اور نثر کی تالیف اور تصنیف میں
کی گئی ہے اسواسطے جملہ صاحبان مطابع کو اطلاع دیجاتی ہے کہ کوئی صاحب
بغیر اجازت مصنف کے قصد طبع کا نفرمائیں اور اسی لحاظ سے یہہ کتاب بموجب
قانون ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ع کے داخل بھی گورنمنٹ ہوگئی ہے فقط

اختتام کتابت بست و ششم ماہ ذوالحجہ سنہ ۱۳۰۹ ہجری مطابق ۲۰ [illegible]ری سنہ ۱۸[illegible]ء

اسمای شہدای کربلا ترتیبی کہ شربت شہادت نوشیدہ راہی جنت گردیدہ اند				
حرمت مصیبت برادر حر علی بن حر عروہ غلام حر	زہیر بن حسان	عبداللہ بن عمر کلبی	بریر بن حضیر ہمدانی	وہب بن عبداللہ کلبی
عمرو بن خالد	خالد بن عمرو	سعد بن حنظلہ تمیمی	عمرو بن عبداللہ مذحجی	حماد بن انس
وقاص بن مالک	شریح بن عبید	مسلم بن عوسجہ مع یک پسر	ہلال بن نافع بجلی	عبدالرحمن عبداللہ یزنی
یحیی ابن سلیم المازنی	عبدالرحمن بن عروہ غفاری	عمرو بن مطاع الجعفی	قیس بن منبہ	ہاشم بن عتبہ
حبیب ابن مظاہر صحابی	حرہ باصر آزاد کردہ ابوذر غفاری	انس بن معقل اصبحی	عابس ابن شبیب الشاکری مع غلام	حجاج بن مسروق جعفی مؤذن لشکر امام علیہ السلام
سیف بن حارث بن سریع مع پسر عم خود	قاری غلام ترک آزاد کردہ حضرت امام زین العابدین	حنظلہ بن سعد بجلی	یزید بن زیاد الشیقاق	سعد بن عبداللہ الثقفی آزاد کردۂ برادر محمد حنفیہ
جنادہ بن حارث انصاری مع یک پسر خود	مرہ بن ابی مرہ غفاری	محمد مقداد عبداللہ دجانہ	سعد غلام حضرت علی علیہ السلام	قیس بن ربیع
اشعث بن سعد	عمر بن قرظہ	عنظلہ	حماد	محمد بن انس

اسعد بن ابی وجانہ	فیروز غلام امام حسین علیہ السلام	عبداللہ پسر مسلم عقیل	جعفر بن عقیل	عبدالرحمن بن عقیل
عون و محمد فرزندان جعفر طیار	عبداللہ بن حسن علیہ السلام	عمر بن حسن علیہ السلام	ابوبکر بن حسن	عباس بن علی
عثمان بن علی علیہ السلام	عبداللہ بن علی	محمد بن علی	جعفر بن علی	علی اکبر فرزند حضرت امام حسین
علی اصغر در کنار امام علیہ السلام از تیر حرملہ بن کاہل				

بعد این ہمہ خود جناب امام حسین علیہ السلام بروز عاشوری بوقت نماز جمعہ بعمر ۵۶ سال و پنج روز در کربلا شہید شدند رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین

تصحیح اغلاط

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	۷	امام کی	امام مظلوم کی	۳۳	۳	سراقی	سرادقی
؍؍	۱۷	رفتی	وقتے	۵۳	۸	ہوشیاری کردینا	ہوشیاری سے کردینا
۱۰	۷	درود وسلام	درود اور سلام	۸۷	۱	دون کے	دونون کے
۲۱	۱۴	السیادہ	السیّادہ	۷۹	۱۷	سرگرم شکو	سرگرم شکوہ
۲۶	۲	تاو توانائی	تاب و توانائی	۸۳	۶	اوردلن اجازت	اور دلن کی اجازت
؍؍	۱۳	رہی ہے	کررہی ہو	۸۷	۱۳	اور فرماکہ	اور فرمایا کہ
؍؍	۱۴	ری	گھر سے	۹۲	۲	فرصت اور	فرصت نددو اور
۲۸	۱۶	فرمایا	فرما	۹۳	۸	پہ و جان مصطفے	پہ وہ جان مصطفے
۲۹	۱۳	اورا اورشدت	اور شدت	۹۷	۴	یزید کی تن سے	یزید کے سر تن سے
۳۱	۱۴	بوبادہ	نوبادہ	۱۱۵	۱۵	خلقت کا ہجوم کہ	خلقت کا ہجوم اتنا کہ

فہرست مضامین کتاب ذکر الشہادتین

واسطے سند اس معنی کے کہ یہہ کتاب مصنف مدظلہ العالی کی صحت سے
مطبع الٰہی میں چھاپی گئی ہے مہر مہتمم مطبع کی ثبت ہے

نقشۂ مدینہ منورہ و قبہ شریف آنحضرت صلعم
قبر شریف آنحضرت
کتبہ سید اولاد علی